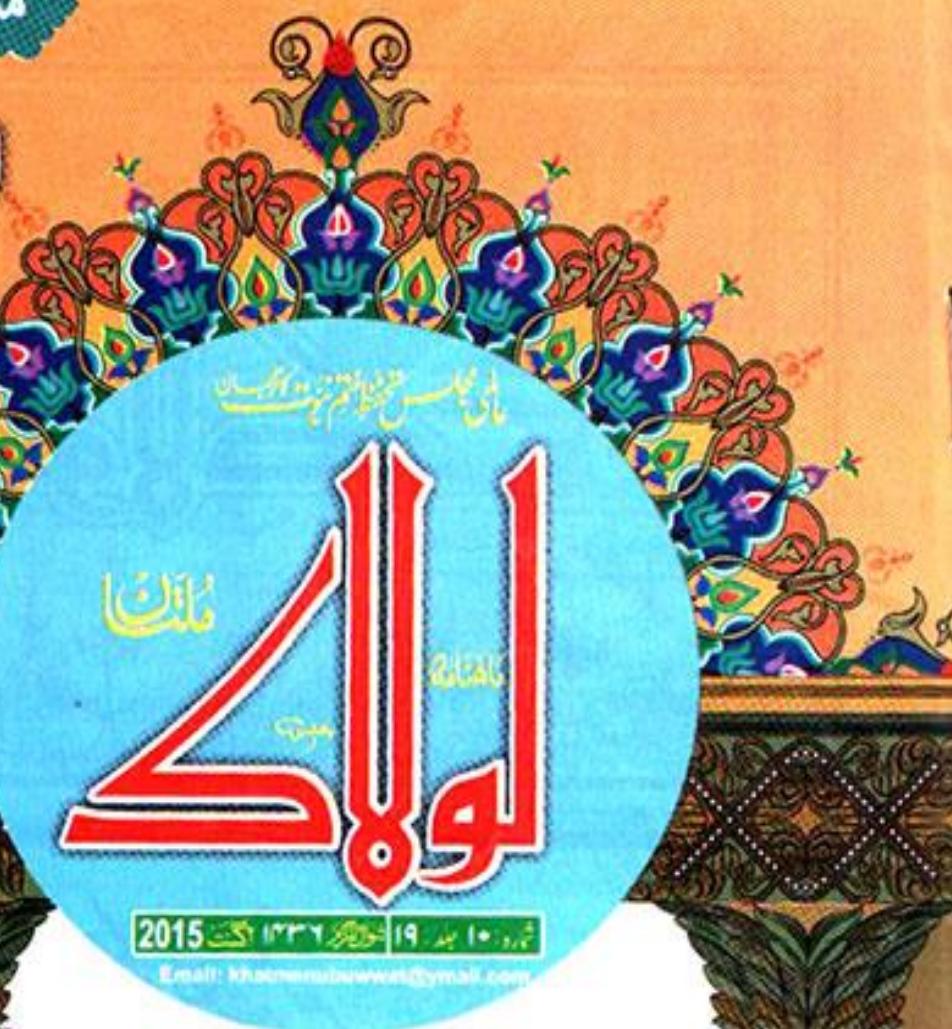


مسّلسل اشاعت کے ۵۳ سال

احبوب رکاب الٰی ترت



تحفظ فہرست کو رس
پناب گور کی اختتامی تقریب

نیا تعلیمی سال
طلبدے کچھ باتیں

گلہ عظیم عالمی شخصیات

دین پاک
رسالت پاک
برکت پاک
امان پاک

بیان

مولانا فاضی احسان احمد جماعت آیاں
مناظرِ اسلام مولانا اللال حسن اختر
خواجہ نوچکان حضرت مولانا غانم محدث
فلک قادری حضرت مولانا محمد حیات
حضرت مولانا محمد شریف جانصری
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدالرحمن
حضرت مولانا محمد شریف لد صانوی
حضرت مولانا عبد الرحیم اشر
حضرت مولانا عبید الجیحونی
حضرت مولانا سعید بہاولپوری
حضرت مولانا سید احمد مناجلا پوری
صالحزادہ طارق محمود

مجلس منتظمہ

مولانا محمد اسماعیل شجاعیاری	علام احمد سیاح حادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد ریسف عثمانی
حافظ محمد شاقب	مولانا محمد اکرم طوفانی
مولانا فقیہ الشاھر	مولانا فقیہ حسین طوفانی
مولانا عبد الرشید غازی	مولانا عبد الرشید غازی
مولانا علام حسین	مولانا علام طیب فاروقی
مولانا محمد عسلی صدیقی	مولانا محمد اسحاق ساقی
مولانا علام مصطفیٰ	مولانا علام ناصر
مسٹر مصطفیٰ جباری پیشکش	چوبہری محدث ملک
مولانا محمد حسین رحمانی	مولانا عبد الرزاق

عامی مجلہ تحفظ و تحریث ملتان

ملتان

ماہنامہ

شمارہ: ۱۹ جلد: ۱۰

بانی: مجاحد حنفی مولانا عزیز حسین

زیرسرتی: حضرت مولانا فائز عبدالرزاق سکرداڑہ

زیرسرتی: حضرت مولانا مافظ محمد ناصر الدین خاکوائی

نگران: حضرت مولانا عزیز الرحمن

نگران: حضرت مولانا عزیز الرحمن

چیفت ٹیر: حضرت مولانا عزیز الرحمن

حضرت مفتی محمد شہاب الدین پولپنڈی

ایڈٹر: صالحزادہ حافظ قبیل سعید

مرتب: مولانا عزیز الرحمن شانی

کپوزنگ: یوسف بازوں

رابطہ:

عامی مجلس تحفظ و تحریث ملتان

حضوری باغ روڈ ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: تکلیف نوپرائز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد حنفی نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمہ الیوم

- 3 مولانا قاضی احسان احمد تحفظ ختم نبوت کورس اختتامی تقریب

مقالات و مضمون

- | | | |
|----|--------------------------------|--|
| 6 | مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی | اصحاب بد رکا اجتماعی تعارف (قطع نمبر: 2) |
| 8 | مولانا سید زین العابدین | علم کیا ہے؟ |
| 16 | پیریہ احمد نعمنی | مطالعہ کی کمی |
| 18 | مولانا عبداللہ مقصنم | شوال المکرم کے چھروزوں کی بابت |
| 21 | مولانا مفتی محمد راشد | نیا تعلیمی سال طلبہ سے کچھ باتیں |
| 28 | مولانا عبداللہ مقصنم | فقہ نعمدیت اور فقہ قادریانیت (آخری قط) |

شخصیات

- | | | |
|----|-------------------------|---|
| 31 | شیخ نسیم الصلاح | امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری درویش صفت رہنماء |
| 34 | مولانا سید زین العابدین | گیارہ عظیم عالمی شخصیات (قطع نمبر: 1) |

رول فیلڈ دانیت

- | | | |
|----|------------------------------------|--|
| 40 | مولانا مفتی نسیم احمد فریدی امرودی | حضرت مولانا سید احمد حسن محدث امرودی اور مرتضیٰ قادریانی |
|----|------------------------------------|--|

متفرقہ

- | | | |
|----|---------------------------|--|
| 47 | قاضی محمد یعقوب | جامع مسجد ختم نبوت جاہد کی تغیرنو اہل خیر سے اہل |
| 49 | مولانا عبداللہ مقصنم | تبصرہ کتب |
| 51 | مولانا غلام رسول دین پوری | چوتھیواں سالانہ ختم نبوت کورس چنان بگر کے شرکاء |

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كلمة اليوم

تحفظ ختم نبوت کورس اختتامی تقریب

عالی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام اسال ”وقاق المدارس العربیہ پاکستان“ کے اختتامات کے اختتام کے بالکل متعلق ۲۲ ربیعہ ۱۴۳۶ھ کو کورس کا آغاز ہوا۔ جس کا اختتام الحمد للہ ۲۲ ربیعہ ۱۴۳۶ھ بروز اتوار ہوا۔ یوں رب کریم کی توفیق سے مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کا لوئی چناب مکر ضلع چینیوٹ میں ۲۲ روزہ تحفظ ختم نبوت کورس منعقد کیا گیا۔ یہ ۳۲ واں سالانہ کورس تھا جو ہر سال اللہ کریم کی عنایت سے بہت ہی آب و تاب کے ساتھ منعقد ہوتا ہے۔

فتنه قادیانیت کی ابتداء ہندوستان کی سر زمین سے ہوئی۔ جہاں پر اکابرین امت نے اس سازش کو بے نقاب کرنے کے لئے ایڈی چوٹی کا زور لگایا۔ چونکہ فتنہ قادیانیت کی پشت پناہی ہندوستان کے اقدار پر قابض انگریز کر رہے تھے۔ اس لئے علماء کرام اور عوام الناس کو مسلمانوں کے ایمان کے تحفظ کے لئے بہت بڑی قربانی دینی پڑی۔ فتنہ قادیانیت نے جس رنگ و روپ، جس زبان و انداز اور جس بھی طریقہ کارے امت کو گراہ کرنے کی کوشش کی۔ علماء امت نے اسی انداز میں فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کی اور امت کے ایمان پر چکرہ دیا۔

مرزا غلام قادیانی اور پھر اس کے بعد نور الدین اور بشیر الدین نے امت کو بے دین ہنانے کے لئے مختلف ہتھیار کرنے شروع کئے۔ اسکول، کالج، یونیورسٹیوں کا رخ کیا۔ اسی رخ اور ست میں ان کا مقابلہ کیا گیا۔ یہاں پر پڑھنے والے مسلمان طلباء کی فتنہ قادیانیت سے متعلق علمی، عملی اور تحریری ذہن سازی کی گئی۔ جس کی ہنا پر یہ فتنہ پھل پھول نہ سکا اور قریب قریب اپنی موت آپ مر گیا۔ نوجوان نسل کسی بھی ملک و ملت کا بہترین اور مظبوط ترین سرمایہ ہوتی ہے۔ اس کو تحریری اور فکری ذہن دینا، یہ اصل کامیابی ہے۔

ای قارموں کو اپناتے ہوئے علماء ختم نبوت کے سر خل صدر المدرسین، قاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات، ممتاز اسلام حضرت مولانا الال حسین اختر، شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی، حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا خدا بخش شجاع آبادی جیسے عظیم المرتبت بزرگوں نے تحفظ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت کی گلگنی سے امت کو باخبر رکھنے کے لئے کورس منعقد کرانے کا اہتمام کیا۔

چناب مگر کی سرز من پر منعقد ہونے والا ختم نبوت کو رس اسی سلسلہ کی کڑی ہے جو ہندوستان کی سر زمین سے پاکستان "ملان" نخل ہوا۔ پھر وہاں سے چناب مگر تا حال قائم و دائم اور جاری و ساری ہے۔ ربِ کریم اس کو تاقیام دنیا آباد و شاداب رکھے۔ علوم نبوت کے پھیلنے کا ذریعہ ہنانے رکھے۔

بِحَمْدِ اللّٰهِ تَعَالٰی! اس سال کو رس کا آغاز ہوا تو حسب سابق ماہرین فن، اساطین امت، بزرگان دین، علوم نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے خوگر متوجہ رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ہائی ملکہ اسلام حضرت مولا نا عزیز الرحمن جاندھری، شاہین ختم نبوت حضرت مولا نا اللہ و سایا، سفیر ختم نبوت مولا نا محمد اسما علیل شجاع آبادی، مولا نا مفتی محمد انور اکاڑوی، مولا نا زاہد الرشیدی، مولا نا غلام مرتفعی ڈسکہ، مولا نا راشد مدینی رحیم یار خان، مولا نا غلام رسول دین پوری، مولا نا قاضی محمد ابراہیم انک، مولا نا محمد رضوان عزیز، مولا نا مفتی محمد حسن لاہور، مولا نا غلام محمد فیصل آباد، مولا نا خصیب شاہ، مولا نا شاہد ندیم، مولا نا محمد احمد، مولا نا عزیز الرحمن ٹانی، مولا نا فقیر اللہ اختر، جناب حاجی اشتیاق احمد، جناب متن حمالد، جناب خالد مسعود ایڈ ووکیٹ اور راقم کے اسماق ہوئے۔ کو رس کی مجلس ملکہ کے سرخیل مولا نا عزیز الرحمن ٹانی تھے۔ جنہیں ربِ کریم نے انتہائی مگر اور لگن نصیب فرمائی ہے۔ مولا نا اسحاق ساقی بہاولپور، مولا نا غلام مصطفیٰ چناب مگر، مولا نا محمد اقبال ملکی، بھائی غلام یاسین، مولا نا محمد وکیم اسلم چناب مگر اور جناب قاری عبید الرحمن اپنے ہونہار طلباء کرام کی ٹیم کے ساتھ ہمہ وقت خدمت میں مصروف عمل رہے۔

کو رس میں عقیدہ ختم نبوت، جناب سیدنا حسینی علیہ السلام کی حیات و رفع و نزول، امام مہدی علیہ الرضوان کی پیدائش و ظہور، قندو جال کا خروج، مرزا غلام قادریانی کی زندگی، جیت حدیث، فرقہ باطلہ کا شافی و افی تقاضی جائزہ، اتحاد امت، اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان، اصحاب رسول ﷺ کی تقدیس و تطہیر، فتنہ گوہر شاہی، ڈاکٹر جاوید احمد غاذی، ڈاکٹر ڈاکٹر نائیک اور ایسے بیسیوں اہم ترین عنوایات پر بہت ہی سیر حاصل اور پرمغز دلائل و برائیں کا حسین گھستہ انتہائی شائستہ انداز میں پیش کیا جاتا رہا۔ تاکہ ہر آنے والا طالب علم دلائل سے آراستہ و پیراستہ ہو کر جب اپنے مستقر کلوٹے تو دل کی دنیا تحفظ ختم نبوت کے مش سے آباد ہو۔ یہ دلائل اس کے دل کی بھتی کو صاف شفاف پانی مہیا کرتے ہوئے اسے تروتازہ، سربزو شاداب اور مکھرا ہوئے رکھے۔

بِحَمْدِ اللّٰهِ یہ بات نعت علیٰ کے طور پر زیر تحریر لارہا ہوں کہ ملک عزیز پاکستان میں بہت کو رس منعقد ہوتے ہیں۔ مگر جو خصوصیات اور امتیازات اس کو حاصل ہیں۔ وہ شاید ہی کسی اور کو رس میں موجود ہوں۔ یہ بات تدویٰ ہلاکتے ہیں جن دوستوں نے کہیں اور سے بھی کو رس کیا ہوا اور اس کو رس میں بھی شریک رہے ہوں۔

تاہم اختتامی تقریب سے پہلے مرحلہ وار تین امتحان منعقد ہوئے۔ پہلے ہفتہ میں قادریانی شہجات کے جوابات جلد اول، دوسرے ہفتہ میں جلد دوم اور تیسرا ہفتہ میں جلد سوم کے پڑھے لئے گئے۔ کامیاب طلباء کرام میں اسناد اور مجلس کی مطبوعات میں سے منتخب کتب کا سیٹ اور فی کس چار صدر و پے ہدیہ محبت عنایت کیا گیا۔ امتحانات کے ساتھ ساتھ حسب سابق طلباء کے مابین تقریری مقابلہ بھی منعقد ہوا۔ امتحانات اور تقریری مقابلہ میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کو مزید کتب سے نواز گیا۔

علاوہ ازیں تین وقت کھانا، شنڈا پانی، ڈپنسری اور جزیرہ سیست دیگر اہم ترین سہولیات سے مہماں ان رسول ﷺ کا خیال رکھا گیا۔ رب کریم نے کرم فرمایا تقریباً ۳۰۰ صد کے قریب مختلف مدارس، اسکولز، کالجزوں غیرہ کے طلباء شریک کورس رہے۔ یوں اکابرین تحفظ ختم نبوت کی پرسو زد دعاؤں سے یہ کورس اپنے اختتام کو پہنچا۔

اختتامی تقریب میں شہر چنیوٹ، لاہیاں، احمد گر، سرگودھا، فیصل آباد اور گرد و نواح کے احباب و متعلقین نے بھرپور شرکت کی۔ اپنی دعاؤں سے آنے والے معزز مہماں طلباء کرام کو رخصت کیا۔

تقریب میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امراء حضرت حافظ ناصر الدین خاکوائی اور حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا صاحبزادہ ظیل احمد، مفتی شاہب الدین پونڈوئی، مولانا اللہ وسایا، مولانا شبیر احمد احمدانی فیصل آباد، مولانا ظہور الحق حسن ابدال، مولانا مفتی فخر اقبال چچہ وطنی، مولانا قاری محمد زاہد، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مولانا سیف اللہ خالد، حضرت مولانا قاری محمد یاسین، مولانا عزیز الرحمن رحیمی فیصل آباد، مولانا عبدالعزیز لاشاری ذریہ غازیخان، حافظ محمد یوسف جنابی، گوجرانوالہ، چنیوٹ سے قاری عبدالحمید حامد، مولانا ملک ظیل احمد، مولانا فیض اللہ خان، مولانا محمد عمر اصفہ، مولانا محمد عارف، مفتی محمد افضل، قاری نذیر احمد، مولانا عبد الواحد نقی، مولانا محمد افضل برہانی اور دیگر جید علماء کرام نے شرکت فرمائی۔ اللہ کریم اس گلشن بخاری کی آب و تاب کو یاتی رکھے۔ یہ گلشن یوں ہی چلتا و لہپتا تارہے۔ اس گلشن کی ایک ایک کلی آنے والے کل میں گلاب کے پھول کی طرح محل کی زمانہ بھر میں تحفظ ختم نبوت کی صدا کو بلند سے بلند تر کرتی رہے اور تاج و تحت ختم نبوت زندہ باد کی صدائے بازگشت سے ایک زمانہ جیتا جا گتا رہے۔ امین بحر مۃ النبی الکریم!

رب کریم ان تمام اکابر کی قبروں پر رحمت کی بارش نازل فرمائے۔ جنہوں نے اس میدانِ عشق و محبت میں زندگی کی تمام بھاریں لگا کر جذبہ و قادری کو زندہ و جاوید رکھا۔ آمین!

اصحاب بدر کا اجتماعی تعارف

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

قط نمبر: 2

۱۳..... بکیر ابن بکیر الحبیبی حیف الخزرج

غزوہ بدر میں شرکت فرمائی۔ (الاستیعاب ۱/۱۳۸)

۱۵..... بسیس ابن عمر و مولیٰ الخزرج الحبیبی الانصاری

ساعده بن کعب کے قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ غزوہ بدر میں شرکت فرمائی۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ان کا اسم گرامی بہشت ہے۔ (طبقات ابن سعد ۳/۵۲۰، اسد الغائب ۱/۲۶۷)

۱۶..... بشیر بن براء بن معرو ر الخزرجی الانصاری

انصار کے قبیلہ بنو سلمہ سے تعلق رکھتے تھے۔ بیت عقبہ اور غزوہ بدر میں شرکت فرمائی۔ غزوہ خیبر کے موقع پر بھری میں بکری کا زہریلاً گوشت کھانے کی وجہ سے انتقال فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے واقد بن عبد اللہ کے ساتھ مواعظ فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بنو سلمہ کا سردار قرار دیا۔ (سریت ابن حشام ۲/۳۵۲، الاستیعاب ۱/۱۶۷)

۱۷..... بشیر بن سعد ابن ثعلبہ الخزرجی الانصاری

ان کی کنیت ابو نہمان تھی۔ عقبہ ٹانیہ میں شریک تھے۔ اپنے بھائی ساک بن سعد کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ نیز دیگر تمام غزوتوں میں بھی شریک ہوئے۔ سرور کائنات ﷺ نے انہی عمرہ کے موقع پر مدینہ طیبہ کا عامل مقرر فرمایا۔ چالیت کے زمانہ میں عربی لکھنا پڑھنا چانتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہاتھ پر انصار میں سے سب سے پہلی بیت فرمائی۔ ۱۲ بھری میں یہاں کی جگ سے فراقت کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ واہیں تشریف لارہے تھے کہ میں انتر کے مقام پر شہید کر دیئے گئے۔ (طبقات ابن سعد ۳/۵۳۱، الاستیعاب ۱/۱۷۲)

۱۸..... ابو لبابة بشیر بن عبدالمتن رالاوی

رحمت دو عالم ﷺ کے ساتھ بدر کے لئے لکھے۔ رحمت عالم ﷺ نے انہیں روحانی و اپنی کرکے ایام بدر کے دنوں میں مدینہ طیبہ پر عامل مقرر فرمایا اور انہیں شرکاء بدر میں شامل بھی فرمایا۔ یہ لیلة العقدر کے نقباء میں سے تھے۔ فتح کہ کے موقع پر بنی عمرہ کا جنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔ نیز جب رحمت عالم ﷺ غزوہ السویق کے لئے لکھا تو انہیں مدینہ طیبہ پر عامل مقرر فرمایا۔ غزوہ احد سمیت تمام غزوتوں میں شرکت فرمائی۔ یہ دی ابو لبابة ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا تھا۔ صرف ضروریات انسانیہ اور نماز کے لئے اپنے آپ کو کھولتے تھے۔ وہ سے زیادہ راتیں اسی کیفیت میں رہے۔ اس کا سبب بوقریطہ تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان

کا محاصرہ فرمایا اور یہ نواس کے حلیف تھے۔ انہوں نے مشورہ طلب کیا تو فرمایا کہ سعد بن عبادہ نے ان کے ذمیع کا فیصلہ کیا ہے۔ تو اس گمان پر اپنے آپ کو باندھ دیا کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے خیانت کی ہے تو کہا کہ میں اپنے آپ کو اس وقت تک نہیں کھولوں گا اور نہ یہ کھانے پینے کی کوئی چیز چکھوں گا جب تک میری توبہ قبول نہ ہو۔ سیدنا علی المرتضیؑ کی دور طلاقافت میں وقایت پائی۔ (سیرت ابن ہشام ۲/۳۵۲، الاصابہ ۲/۱۶۸)

۱۹.....حضرت بلاں ابن رباح الحبشي

رسول اللہ ﷺ کے موذن، بیت المال کے گمراں و محافظ، سابقون الاولون میں سے تھے۔ یعنی قلاموں میں جن لوگوں نے پہلے اسلام قبول کیا۔ ان میں سے تھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ بلاں ان میں سے ہیں جنہیں اللہ کے راستے میں تکلیفات پہنچائی گئیں اور انہوں نے تمام تکلیفات خندہ پیشانی سے قبول فرمائیں۔ صحیف وزرار یعنی دبلے پئے، لمبے قد والے، ان کے بال بہت گستاخ تھے۔ تمام غزوات میں شرکت فرمائی۔ امیہ بن خلف انہیں سخت ترین سزا میں دعا تھا۔ اللہ پاک نے آپ کے ہاتھوں امیہ بن خلف کو غزوہ ہدر میں قتل کرایا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے بعد آپ اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کے درمیان مواجهات کرائی۔ رسول اللہ ﷺ کی وقایت کے بعد مدینہ طیبہ چھوڑ کر شام کی طرف پلے گئے۔ ۲۰ ہجری میں دمشق میں وقایت پائی۔ آپ سے بخاری و مسلم میں ۲۱ احادیث منقول ہیں۔ سب سے پہلے اسلام میں آپ نے ہی اذان دی۔ رسول اللہ ﷺ نے جنت میں آپ کی جو یوں کی آواز سنی تو فرمایا: بلاں آپ جنت میں مجھ سے پہلے کیے بخاف گئے۔ کیونکہ میں نے جب بھی جنت کو طاحنہ کیا تو آپ کے جو توں کی آواز سنی۔ (سیرت ابن ہشام ۲/۳۲۸)

۲۰.....حضرت تمیم مولیٰ خراش ابن الصمه حلیف الخزر رج

انصار سے تعلق رکھتے تھے۔ ہدر میں اپنے آقا خراش بن الصمه کی معیت میں شرکت کی اور غزوہ احد میں بھی رحمت عالم ﷺ نے آپ مواجهات عتبہ بن غزوان کے قلام خباب کے ساتھ کی۔ (طبقات ابن سعد ۳/۵۰)

۲۱.....حضرت تمیم مولیٰ سعداً بن خشمیه حلیف الاولوس

امام ابن شہاب، ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ تمیم الحشمی ہو ٹھم ابن اسلم الانصاری کے قلام تھے۔ ابن ہشام فرماتے ہیں کہ تمیم حضرت سعد کے قلام تھے۔ غزوات ہدر واحد میں شرکت کی۔ (اسدالاقاب ۲/۳۲۲)

۲۲.....تمیم ابن بکار ابن قیس الخزر رجی

غزوہ ہدر میں شریک ہوئے۔ ابن منده فرماتے ہیں کہ آپ خدری تھے۔ ابن بکلی فرماتے ہیں کہ خدارہ کی اولاد میں سے تھے۔ ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ تمیم بن بکار ابن نسرا ابن عمر انصاری الخزر رجی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ احد میں شریک ہوئے۔ (سیرت ابن ہشام ۲/۳۲۹) جاری ہے।

علم کیا ہے؟

مولانا سید زین العابدین

علم اور علماء کرام کی عظمت اور علماء کی ذمہ داریوں کے حوالہ سے

مختلف بیانات سے ماخوذ حضرت مولانا محمد سعد کاندھلوی کے ملفوظات

میرے محترم دوستو، عزیز و اعزیزگی کے ہر شبے کو حکم پر لاو۔ حکم پر اس وقت آسکو گے جب ہر شعبہ کا علم حاصل کرو گے۔ جتنی جہالت ہوگی۔ اتنا ہر شعبہ فیروں کے طریقوں پر جاوے گا۔

پاکستان علماء اور مدارس کا چمن

اللہ نے چھیں علم اور علماء کا ملک عطا فرمایا ہے۔ کیا مدارس کا چمن یہ ملک ہے۔ اس پر بختا ٹھکر کر دکم ہے۔
کس طرح اللہ نے بڑے بڑے علماء کرام اور مفتیان عظام چھیں دیئے ہیں۔ خدا نہ کرے، خدا نہ کرے! اگر ان سے استفادہ کا عزم نہ کیا اور ان سے تعلق قائم نہ کیا تو یہ بہت بڑی ناٹھکری ہوگی اور بہت بڑی نعمت کو نکراوے گے۔ کیونکہ دنیا میں ایسے ایسے ممالک بھی ہیں جہاں پورے ملک میں کوئی کلمہ سخانے والا اور کوئی مسائل بتانے والا نہیں ہے۔
اللہ نے چھیں علماء اور مدارس کا ملک عطا فرمایا ہے۔

علم اور علماء سے نفرت کرنا کفر ہے

اس لئے بار بار عرض کرتا رہتا ہوں کہ علماء کی زیارت کو عبادت یقین کرو۔ علماء کی محبت کو اپنی اوقیان ضرورت سمجھو۔ علماء سے محبت کرنا، علم سے محبت کرنا ہے، اور علماء سے نفرت کرنا، علم سے نفرت کرنا ہے اور علم سے نفرت کرنا اور نماز سے نفرت کرنا برابر ہے۔ نماز سے نفرت کرنا کفر ہے، کفر ہے۔

علم کی فرضیت

خدا کی حتم علم اسی طرح فرض ہے جس طرح نماز فرض ہے۔ ہر مومن مردو گورت کے ذمہ علم کا حاصل کرنا اسی طرح فرض میں ہے جس طرح نماز کا پڑھنا فرض میں ہے۔ مدارس کی طرف رخ کرو اور اپنے بچوں کو دینی مدارس میں داخل کراؤ۔ ہر وہ عمل اللہ کے یہاں قبول ہو گا جو علم کے مطابق ہو۔ اتنا ایمان کا سیکھنا ہر مومن کے ذمہ فرض میں ہے کہ جو اس کو اللہ کی پہچان کرائے۔ اسی طرح اتحاد علم سیکھنا ہر مومن کے ذمہ فرض میں ہے جو اس کو حرام حلال کی تمیز کر دے۔ ہاں محدث بننا، فقیہ بننا، مفسر بننا، یہ فرض کفایہ ہے۔ یہ ہر ایک کے ذمہ فرض نہیں ہے۔ علماء کی مجالس اور علماء کی محبت سے فائدہ اٹھاؤ۔ قدم قدم پر علماء سے پوچھ کر چلو۔ لیکن اس خیال میں رہتا کہ میں تو بھلا ہر جو کر رہا ہوں ٹھیک ہی کر رہا ہوں۔ یا درکھو کر اللہ کے یہاں کوئی عمل جہالت کے ساتھ قبول نہیں ہو گا اور نہ جاننا اللہ کے

یہاں عذر نہیں ہے کہ اللہ ابھی تو معلوم نہیں تھا۔ جہالت عذر نہیں ہے۔ چونکہ اللہ نے سکھانے کے لئے رسول کو بیج دیا：“او لم نعمر کم ما یتذکر فیه من تذکر و جاءه کم النذیر (فاطر: ۳۷) ” کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں وہ شخص سمجھ سکتا تھا جو سمجھنا چاہتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا آیا تھا۔ یہاں تک کہ میرے دوستو! کوئی عمل اخلاص کے ساتھ بھی علم کے بغیر قول نہیں ہوگا۔ ایک آدمی بڑا تلفص ہے۔ لیکن جہالت کے ساتھ عمل کر رہا ہے۔ اللہ کے یہاں قول نہیں ہوگا۔

ہر نئی معلومات علم نہیں ہے

سب سے پہلے یہ سمجھو اور امت کو سمجھاؤ کہ علم کیا ہے؟ اہل باطل نے دھوکہ دی سے مسلمانوں کو یہ سمجھایا کہ：“اگر تم نے صرف قرآن اور حدیث کو علم سمجھا تو تم بہت پیچھے رہ جاؤ گے۔ تمہیں دنیا میں کوئی پوچھنے والا نہ ہوگا۔ دیکھو صرف قرآن و حدیث علم نہیں ہے۔ بلکہ سائنس بھی علم ہے۔ ذاکری بھی علم ہے۔ انجینئرنگ، تجارت، دنیا کی خاک چھانا اور اسیاب کی تحقیق کرنا، یہ بھی علم ہے۔ تم صرف قرآن و حدیث ہی کو علم نہ سمجھتا۔” یہ میں وہ بات کہہ رہا ہوں جو غیروں نے ہمیں سکھلائی ہے۔ میرے دوستو، عزیز و! آج اس بات کا سمجھانا بڑا جہاد ہے۔ درنہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس زمانے میں لو جوانوں کے دماغوں پر یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ صرف قرآن و حدیث علم نہیں۔ بلکہ دنیوی فنون اور اس کی معلومات کا حاصل کرنا یہ بھی علم کا حصہ ہے۔ لہذا جس علم سے ہمارا معاش متعلق ہے۔ اس علم کو اہم درجہ دینا چاہیے۔ سمجھی وجہ ہے کہ اولادیں سترہ اخبارہ میں بھی سال تک بائی جاتی ہیں۔ انہیں کچھ خبر نہیں کہ اللہ ہم سے کیا چاہتا ہے اور کون سا علم ہم پر فرض ہے۔ چونکہ انہیں یہ سمجھا دیا گیا کہ علم معاش کے حصول سے تمہاری زندگی متعلق ہے۔ اس لئے دی ہی علم ہے۔ وہ نہیں دیکھتے کہ معاش سے متعلق جو نہام نہاد علم مجھ پر فرض کیا جا رہا ہے۔ یہ ایسا اندھا کنوں ہے کہ جس میں سمجھ دار بھی ڈوب رہے ہیں اور نا سمجھ بھی۔ یہاں تک کہ موت آ جاتی ہے اور بے دینی کی حالت میں دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ ہائے افسوس! میرے دوستو، عزیز و! باطل نے اپنے فنون کو علم قرار دے کر امت مسلمہ کو علم سے کاٹ دیا ہے اور یہ پا اور کر دیا کہ جو چاہو سمجھو۔ سب علم ہے۔ نہیں میرے دوستو! ہر گز نہیں۔ علم صرف وہ ہے جو اللہ ہم سے چاہتے ہیں اور محمد ﷺ کے طریقے سے چاہتے ہیں۔ صرف وہ علم ہے۔ سارا علم قبر کے تین سوالات پر محدود ہے：“من ربک، من نبیک، من دینک” گویا کہ علم نہام ہے：“ربوبیت کا علم، شریعت کا علم اور دنست کا علم” جو کچھ اس کے سوا ہے۔ نہ وہ علم ہے اور اس پر علم کی حدیثوں کو فٹ کرنا بڑی حماقت ہے۔

دنیوی فنون کی رغبت کے لئے احادیث علم کو فٹ کرنا گمراہی ہے

یہ تو گمراہی ہے کہ دنیوی فنون کے لئے علم کی احادیث کو استعمال کر کے دنیوی فنون کی رغبت پیدا کی جائے۔ میرے دوستو عزیز و! یہ بڑی گمراہی ہے۔

موجودہ زمانہ کا سب سے بڑا فتنہ

اس لئے میں بار بار کہتا رہتا ہوں کہ علم علامہ کی محبت سے حاصل کرو۔ آج لوگ کہتے ہیں کہ آلات و

اساپنے علماء سے مستفی کر دیا کہ ہم تو علم خودی حاصل کر لیں گے۔ اب تو سارا علم آلات پر آگیا ہے۔ کیا ضرورت ہے علماء کی؟ یہ اس زمانہ کا سب سے بڑا فتنہ ہے کہ امت کو اپنی دینی رہبری کے لئے علماء کی ضرورت نہ رہے۔ اس لئے میں اہتمام سے کہہ رہا ہوں کہ علماء کی زیارت کو عبادت یقین کرو۔ اپنی اولادوں کو دینی مدارس میں داخل کرو۔ ورنہ میرے دوستو عزیز و اامت اس دھونکے میں پڑھی ہے کہ بھی سب کچھ علم ہے۔ جو چاہو ہو سکو۔ نہیں میرے دوستوا ہرگز نہیں۔ علم صرف وہ جو حضرت محمد ﷺ کے طریقہ پر اللہ ہم سے چاہتے ہیں۔ صرف اس کو علم کہتے ہیں۔ غیروں کے تجربات کو علم سمجھنا سب سے بڑی چالات ہے۔

نئی پودکی جہالت کی وجہ

میرے دوستو عزیز و اس بات کو تسلی، سمجھیدیگی اور بہت ی خشدے دماغ سے سمجھنا ہو گا۔ میں نئی پودکی جہالت کی وجہ تارہ ہوں کہ اگر ان کو یہ سمجھا دیا جاتا کہ یہ (قرآن و سنت) علم ہے۔ وہ (عصری ذراائع) فتن ہے۔ جب بھی معاملہ آسان تھا کہ یہ دونوں چیزوں کو حاصل کر لیتے۔ دنیوی فتوح کو اپنی دنیوی ضرورت کے لئے اور علم الہی کو دنیا اور آخرت میں کامیابی کے لئے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ ان کو سمجھایا گیا ہے کہ علم نہیں۔ علم یہ ہے۔ یہاں تک سمجھا دیا گیا کہ جو علم الہی ہے۔ وہ علماء سے متعلق چیز ہے۔ وہ علماء سمجھتے ہیں سمجھاتے ہیں۔ ہم سے متعلق جو علم ہے۔ یہ تو دنیا کا علم ہے۔

اپنی جہالت کا احساس کب ہو گا؟

جب تک علم اور فتن کے درمیان فرق نہیں کیا جائے گا۔ اس وقت تک اپنی جہالت کا احساس نہیں ہو گا اور علم الہی کے حاصل کرنے کی گلزار اور رغبت نہیں پیدا ہو گی۔ یہ بات ابھی طرح یاد رکھیں کہ علم صرف وہ ہے جو ہم سے ہمارا رب چاہتا ہے۔ حضرت مولانا محمد یوسف کاظمی فرماتے تھے کہ علم میں لگنا اس بات کی توفیق میں لئے کوئی کہتے ہیں کہ ہم سے ہمارا رب کیا چاہتا ہے؟ حقوق ہم سے کیا چاہتی ہے۔ اس میں لگنے کو تو کہیں بھی علم نہیں کہا گیا۔

دنیوی فتوح کو علم صرف قارون نے سمجھا ہے

میری بات ذرا غور سے سننا! اگر دنیوی فتوح کو علم سمجھا ہے۔ تو وہ صرف قارون نے سمجھا تھا۔ اسی قارونیت پر ہم سب چل رہے ہیں۔ کیونکہ جب اس سے یہ کہا گیا کہ یہ اللہ نے تجھے جو کچھ دیا ہے۔ اس میں دار آخوت کی جتو کرتا رہا اور دنیا میں سے اپنا حصہ فراموش کر اور اس میں اللہ کے حکم کے مطابق چل: ”وَابْعَثْ فِيمَا آتَكَ اللَّهُ الدَّارُ الْآخِرَةِ وَلَا تَنسِ نصييْكَ مِنَ الدُّنْيَا“ تو اس نے کہا کہ یہ سب کچھ مجھے میرے علم کی وجہ سے دیا گیا ہے: ”قَالَ أَنَّمَا أَوْتَيْتُهُ عَلَى عِلْمٍ عَنْدِي“ جس علم کو قارون علم کہہ رہا ہو۔ اس کو ہم بھی علم کہیں؟ یہ ہماری جہالت نہیں ہو گی تو پھر کیا ہو گا۔ قارون کا یہ کہتا کہ: ”أَنَّمَا أَوْتَيْتُهُ عَلَى عِلْمٍ عَنْدِي“ یہ تلاhar ہے کہ یہ قارون کا علم ہے۔ کسی نبی کا علم نہیں کہ جو کچھ ماں میرے پاس ہے۔ یہ میں نے اپنے فن اور علم سے کیا ہے۔ یہ اللہ نے نہیں دیا ہے۔ ہمیں علم اور فتن میں فرق کرنا ہو گا۔ تاکہ ہمارے دلوں میں اس علم کی اہمیت پیدا ہو۔ جس کو اللہ نے ہم پر فرض کیا ہے جس کو علم شریعت کہتے ہیں۔

ہم دنیوی فتوں کی تحریک سے نہیں روکتے
دیکھو! ہم دنیوی فتوں سیکھنے سے نہیں روکتے۔ بالکل نہیں روکتے۔ یہ ایک ضرورت ہے جس چیز کی جو
اہمیت ہے اس کے درجہ میں رکھنا چاہیے۔ لیکن دنیوی فتوں کو حاصل کرنے کے لئے ان حدیثوں کا استعمال جو
محض علم الہی کے لئے ہیں۔ یہ انتہائی بے وقوفی کی بات ہے۔

توریت کے مطالعہ کی خبر پر نبی پاک ﷺ کا غصہ

حضرت عمرؓ کو ایک بار یہ خیال پیدا ہوا کہ ہمیں یہ بھی تو معلوم کرنا چاہیے کہ ہم سے پہلے نبیوں پر کیا احکامات
نازل ہوئے تھے؟ حضرت عمرؓ کو توریت اور انجیل پڑھنے کا شوق پیدا ہوا اور کچھ اور اقیانوسی تھیں لئے آپ ﷺ کے سامنے
حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: یہ باتوں میں کیا ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا: یا رسول اللہ امیں نے توریت پڑھی ہے۔
تاکہ ہماری معلومات میں اضافہ ہو کہ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کیا احکامات نازل کئے تھے؟ آپ ﷺ کو
حضرت عمرؓ کے اس عمل پر اتنا غصہ آیا کہ آپ منبر پر تحریف فرمائے اور صحابہ کرام مجھ ہو گئے۔ اتنا آپ ﷺ کو غصہ تھا
کہ انصار تکوادیں لے کر آگئے کہ آپ ﷺ کو کس نے ستایا ہے؟ سارا غصہ حضرت عمرؓ پر تھا کہ: ”عمر نے توریت کیوں
پڑھی ہے؟“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”لو کان موسیٰ حیا لاما وسعة الا اتیاعی“ (مشکوہ کتاب الایمان، باب
الاعتراض بالکتاب والسنۃ، الفصل الثانی، ج: ۱، ص: ۳۰۔ قدیمی) اگر آج موسیٰ زندہ ہوتے تو ان کی نجات بھی میرے
طریقہ پر ہے۔ (اگر تم اب موسیٰ کا طریقہ اختیار کیا تو مگر اس ہو جاؤ گے۔)

بہت خطرے کی بات

آپ غور کریں اور اندازہ کریں کہ ایک اتنا بڑا عالم عمرؓ جن کا مقام یہ ہے کہ ”لو کان بعدی نبیا
لکان عمر“ میرے بعد اگر نبوت کا دروازہ کھلا ہوتا تو عمر نبوت کی استعداد رکھتے ہیں۔ حضرت عمرؓ سے زیادہ
اللہ کی کتاب کو سیکھنے والے تھے۔ اس درجہ کا صحابی اس سب کوچھ سیکھنے کے بعد توریت پڑھ رہا ہے۔ توریت بھی وہ پڑھی جو
غیر تحریف شدہ پہلے نبی کا علم شریعت تھا۔ اللہ کی طرف سے ایک نبی پر نازل ہوا تھا۔ اس پر بھی آپ ﷺ کو اتنا غصہ
آیا کہ آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ تو آپ اندازہ کریں کہ جو علم علم تھا۔ لیکن اب منسوخ ہو گیا۔ اس کی تحریک کی خواہش پر
حضرت عمرؓ آپ ﷺ کو اتنا غصہ آیا تو جو علم سرے سے علم ہی نہیں۔ دنیوی فتن ہے۔ اگر مسلمان اس زمانہ میں اسے
علم الہی سے جاہل ہو کر حاصل کر کے اپنے آپ کو عالم سمجھے اور علم کی حدیثیں اس پر فٹ کرے تو ایسے لوگوں پر قیامت
کے دن آپ ﷺ کو کس قدر غصہ آئے گا۔ اندازہ کر لیا جائے۔

ہمیں دعوت کے ذریعہ ایمان کی طرح علم کی بھی ضرورت ہے

ہمیں جس طرح دعوت سے ایمان کی ضرورت ہے۔ اسی طرح دعوت کے ذریعہ سے علم کی بھی ضرورت

ہے اور علم کو بھی اخلاص چاہیے جو ہمارے دلوں میں اللہ کا خوف پیدا کرے۔ کیونکہ جس دل میں اللہ کا خوف نہیں ہے۔ وہ عالم نہیں ہو سکتا۔ اسے اسلام کی معلومات ضرور ہوں گی۔ لیکن وہ عالم نہیں ہو سکتا۔

عالم وہ ہے جس کے دل میں اللہ کا خوف ہو

عالم کے لئے تو شرط ہے کہ اس کے دل میں اللہ کا خوف ہو۔ کیونکہ اللہ نے حضرت کے ساتھ فرمادیا: "إِنَّمَا يَخْشَىُ اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ" علم تقویٰ کا نام ہے۔ علم زندگی کے تمام شعبوں میں چوبیں سختے اللہ کے حکمتوں کا پابند ہو کر چلتے کا نام ہے۔ فرمایا علم دوستم کا ہے: "العلم علماً علم فِي الْقَلْبِ فَذَاكَ عِلْمَ النَّافِعِ وَعِلْمُ اللِّسَانِ فَذَاكَ حِجَةَ اللَّهِ لَا هُنْ آدَمُ" علم دوستم کا ہے۔ ایک زبان کا اور دل کا۔ زبان کا عالم وہ ہے حدیث میں آتا ہے جو انسان کے لئے قیامت کے دن مصیبت بنے گا۔ اس کے خلاف جنت بنے گا اور دل کا عالم وہ ہے جو این آدم کو نفع دے گا۔ علم کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ اللہ کا خوف پیدا ہو۔ علم کے ذریعہ خیانت پیدا ہو۔ وہ علم الیٰ ہے۔ سب سے بڑا عالم وہ ہے جو اللہ سے سب سے زیادہ ڈورنے والا ہو۔ اس لئے ایک صحابیؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! سب سے بڑا عالم بننا چاہتا ہوں۔ فرمایا: "الْقَلْبُ تَكُونُ أَعْلَمَ النَّاسِ" تقویٰ اختیار کرو۔ تم سب سے بڑے عالم ہو جاؤ گے۔ علم اللہ کی صفت ہے۔ وہ اللہ سے تعلق کے بقدر حاصل کیا جاتا ہے۔

اللہ والا عالم علماء کے پاس امانت ہے

اللہ والا عالم ہر عالم کے پاس امانت ہے۔ امانت پہنچانے والا معاوضہ نہیں لیا کرتا۔ یہ تو اس کے ذمہ ہے۔ جس طرح ڈاک ڈاک پہنچاتا ہے۔ اس کی تھنواہ حکومت کے ذمہ ہوتی ہے۔ اسی طرح میرے دوستو! عالم کا معاوضہ اللہ کے ذمہ ہے۔ جب امت میں دین سیکھنے کے لئے خرچ کرنے کا جذبہ پرندہ ہے تو اب علماء پر ذمہ داری ہے کہ امت کو ہر حال میں دین سکھایا جائے اور اس کا معاوضہ نہ لیا جائے۔ لا اسنلکم علیہ مالا، لا اسنلکم علیہ اجرا۔ علم کو پہنچا دی امت کی امانت سمجھ کر۔ لیکن کسی فلسفتی میں نہ رہیے کہ اگر کسی دین پھیلانے، قرآن سکھلانے اور علم سکھلانے کی تھنواہ ملتی ہے۔ تو یہ اس کے پڑھانے کا ہرگز بدل نہیں ہے۔ بلکہ یہ اس مشکلہ کا بدل ہے جس مشکلہ کو چھوڑ کر یہ عالم دین کی خدمت میں لگا ہوا ہے اور وہ عالم بھی اس کو دینی خدمت کا بدل بھی نہ سمجھے۔ علم سکھلانے کا کوئی بدل نہیں سوائے جنت کے۔ خاہر بات ہے کہ یہ ایک انسان ہے۔ اس کے ساتھ ضروریات الیٰ ہوئی ہیں۔ اس کو دینا میں کوئی مشکلہ بھی کرنا تھا۔ تجارت بھی کرنی تھی۔ لیکن اس نے تجارت اور دیگر معاشی کاموں کو چھوڑ کر بچوں کو پڑھانے میں اپنا وقت لگایا تو یہ اس مشکلہ کا بدل ہے جس کو چھوڑا گیا ہے۔

اگر علم اسباب پر موقوف ہو گیا تو امت کا بڑا طبقہ جاہل رہے گا

آج کتنا پیغمبر شادیوں پر خرچ ہو رہا ہے۔ لیکن علم کے حصول پر خرچ کے لئے ہم تیار نہیں۔ تو کیسے جہالت ختم ہو گی؟ اور بغیر جہالت کے ختم ہوئے عبادات قبول ہے نہ اعمال۔ کچھ نہیں۔ علم حاصل کرو۔ تاکہ عبادتیں کامل ہو جائیں۔ عبادات کا کمال علم سے ہے۔ عبادات پر استقامت یقین سے ہے اور عبادات کی قویٰیت اخلاص سے ہے۔

اگر علم اسے اپنے پر موقوف ہو گیا تو امت کا بڑا طبقہ جاہل رہے گا۔ کیونکہ وہ بھی جاہل رہیں گے جن کے پاس سکھنے کے اسے اپنے نہیں اور وہ بھی نہیں سکھ لائیں گے جن کو معاوضہ نہ ملے۔ اجرت تو اس وقت کی ہے جو وقت تعلیم کے لئے قارئ کیا گیا ہے۔

علماء کی ذمہ داری

علماء کی ذمہ داری بھی بتلاوی۔ علماء کیا کہتے ہیں کہ: ”جی جاہل تو سکھتے ہی نہیں۔ آتے ہی نہیں ہمارے پاس کہ ہم سکھ لادیں۔“ نہیں میرے دوستو! حضور ﷺ نے فرمایا کہ علماء جاہلوں کو دین سکھ لادیں۔ علماء جاہلوں کی تربیت کریں۔ ان کو دین پر آمادہ کریں اور علماء عوام کو دین کی تعلیم دیں۔ صحابہ کرامؓ کے لئے تو یہ بہت بڑی بات تھی۔ چونکہ جس بات کو محمد ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے فرمادیا ہے۔ اس کا جواہر اس وقت تھا، قیامت تک کے لئے اس کا وہی اثر ہے۔ یہ بات نہیں ہے کہ وہ سکھنے آئیں تو سکھ لادیں گے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ ہم سے سکھتے ہی نہیں۔ ہم کیا کریں؟ آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ اپنی بات کو دھرا یا۔ مطلب یہ تھا کہ اگر وہ سکھنے نہیں آتے تو میرے تھہارے ذمہ ہے کہ ان کو جا کر سکھ لادیں۔

تلخیق اور تعلیم میں کوئی فرق نہیں ہے

اس لئے تلخیق اور تعلیم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ آنے والوں کو سکھانا بھی شعبہ ہے اور جا کر سکھانا بھی شعبہ ہے۔ آپ نے تو ایک آیت کی تلخیق کا بھی حکم دیا ہے۔ جا کر تعلیم دو۔ یہ تلخیق ہے۔ آنے والوں کو تعلیم دو۔ یہ تعلیم ہے۔ حضرات صحابہ کرامؓ دونوں کاموں میں برابر گئے رہتے تھے۔

علماء انبیاء کے وارث کیوں ہیں؟

یاد رکھنا کہ علماء کو انبیاء کا وارث اس طریقہ تعلیم کے ساتھ قرار دیا گیا ہے جو طریقہ تعلیم حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام کا تھا کہ وہ تعلیم نقل و حرکت کے ساتھ ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ علماء اپنے کام چھوڑ کر ٹھیکیں۔ امامت، خطابت، درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور شعبہ اتفاقہ چھوڑ کر ٹھیکیں۔ نہیں، ہم یہ نہیں کہتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی یہی فرماتے ہیں۔ اللہ نے یہ فرمایا ہے کہ ایمان والوں کو چاہیے کہ سب یک بارگی نہ ٹھیکیں: ”ما کان المؤمنون لینفروا کافلة“ کہ ایمان والوں کے لئے مناسب نہیں ہے کہ سب یک بارگی کلکل جاویں۔ ”فلولا نفر من کل فرقۃ منهم طائلة لیتلقھو افی الدین ولینذرؤا قومهم اذار جعوا الیهم لعلهم یحدرون“ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ایمان والوں کی جماعت کا ایک حصہ اللہ کے راستے میں لٹکے۔ کیوں نہیں؟ دیکھو بھیب بات ہے۔ اس آیت میں فرمایا ہے: ”لیتلقھو افی الدین“ دین کے اندر کمال اور سمجھ پیدا کرنے کے لئے ٹھیکیں۔ لازم ہے کہ واپس آ کر مقام پر علم کو پھیلاویں۔ آپ ﷺ نے ”علماء صحابہ کرامؓ“ کو حرکت پر رکھا تھا۔ تاکہ امت میں کہیں بھی چالات پیدا نہ ہو اور علم صرف طلب والوں کے اندر محدود نہ ہو جاوے کہ یہ پڑھنے کے لئے آتے ہیں۔ پڑھ لیویں۔ آپ ﷺ نے اپنے علم کی مثال بادل سے دی ہے اور بادل میں حرکت ہے۔ آپ علماء کرام تو ہیں

بات کرنے لگے ہیں کہ بھی ہم تو کتوں ہیں۔ پیاسا کنوں کے پاس آتا ہے۔ کتوں پیاس کے پاس نہیں جایا کرتا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ اسکی بات نہیں ہے۔ علماء کو انہیاء کا وارث قرار دیا گیا ہے اور انہیاء نے غسل و حرکت کے ذریعے علم کو پھیلایا ہے اور علم کی مثال پادل سے دی ہے۔ جوز میں کسی قابل نہیں جس زمین میں اگانے کی صلاحیت نہیں۔ اس پر بھی پادل برستا ہے۔ اپنے علم کو لے کر حرکت میں آؤ کہ امت کو علم پہنچانا ہے اور دعوت سے اپنے علم کے اندر رسوخ ہو اکرتا ہے۔

دعوت کی محنت کا مقصد امت سے جہالت کو ختم کرنا ہے

علم کی دعوت کے ذریعے جہاتیں ختم ہوں گی اور امت علماء سے جلوے گی۔ اس محنت کا مقصد جہالت کو ختم کرنا ہے۔ یہ محنت تواتر میں علم کے حصول کی طلب پیدا کرتی ہے۔ جب یہ محنت ہو گی تو یہ احساس ہو گا کہ ہمیں علماء کی ضرورت ہے۔ علماء کی محبت و مجالست اختیار کرنے کی ضرورت ہے اور یہی اس دعوت کا مقصود و مطلوب ہے۔

تمام دنیوی شعبوں میں دین کیسے زندہ ہو گا؟

میرا تو بہت جی چاہتا ہے کہ علماء آدمیے دن دینی کاموں میں لگیں اور آدمیے دن تجارت بھی کریں۔ حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ نبی کاموں کے ساتھ ساتھ تجارت بھی کیا کرتے تھے۔

ساری دنیا ہو گی جاہلوں کے ہاتھ میں اور ہم یہ سمجھیں گے کہ ہمارا کام صرف پڑھانا ہے۔ آج ہم نے سارا بازار اور ساری تجارت جاہلوں کے حوالہ کر دی ہے۔ جب تک ہم تجارتیوں، زراعتوں، حکومتوں کو اور دنیا جہان کے تمام سرمایہ داری کے نئوں کو یہ سمجھ کر چھوڑے رکھیں گے کہ یہ ہمارے کرنے کے کام نہیں ہے۔ خدا کی حکم اس میں کبھی دین نہیں آ سکتا۔ کیا ہزا آدمیے دن پڑھاتا ہوا اور آدمیے دن خود عملی طور پر بازار جا کر دیکھے کہ جو علم میں پڑھارہا ہوں۔ اس کے مطابق تجارت ہو رہی یا نہیں؟ یہ کتنے بڑے نقشان کی بات ہے کہ ایک آدمی تجارت کا علم حاصل کرے اور اس کے محلہ کا بازار علم کے مطابق نہ ہو۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو جو حرام راست کی کمائیاں ہیں۔ وہ سب علم و عمل کو لے ڈویں گی۔ حضرت مولانا محمد الیاس فرماتے تھے کہ: "هم تجارت چھڑوانا نہیں چاہتے۔ بلکہ تجارت کو حکم پر لانا چاہتے ہیں۔ ورنہ وہ ہو گا جو قوم شیعہ طیبہ السلام کے ساتھ ہوا۔" حکم پر لانے کا مطلب یہ ہے کہ آپ عملی طور پر ان شعبوں کا علم لے کر ان میں داخل ہوں۔

دین کے کسی شعبے کا انکار محمد ﷺ کے لائے ہوئے احکامات کا انکار ہے

اللدنہ کرے، اللدنہ کرے کہ دین کے کسی شعبے کا انکار یا اس کا اختلاف یا اس کی افادیت سے انکار ہو۔ مثلاً: مدارس سے کیا ہو گا؟ یہ بھی ایک مرض اور پیاری پیدا ہو گئی ہے لوگوں میں۔ میرے دوستوں عزیز و اغور سے سن لو: جو اس کام میں رہتے ہوئے دین کے کسی شعبے کا انکار کرے۔ خدا حکم وہ محمد ﷺ کے لائے ہوئے دو کاموں میں سے ایک کا انکار کر رہا ہے۔ کمی بات ہے۔ بالکل بھی بات ہے۔ کیونکہ اس کام کو کسی خبر کے کام کے معارض سمجھتا یہ محمد ﷺ کے لائے کاموں میں سے ایک کام کو دوسرے کے معارض سمجھتا ہے۔ آپ ﷺ کی سب سے بڑی صفت

”صفت جامعیت“ ہے۔ یہ جامعیت اپنے اندر پیدا کرو۔ کیونکہ اس مخت سے پورا دین وجود میں آتا ہے۔ اس لئے حرام حرام ہے۔ ہمارے لئے یہ سوچنا کہ: ”اس شبے سے کیا ہوگا۔ اس شبے سے کیا ہوگا؟“ جتنے دین کے شبے ہیں۔ یہ دعوت کی آمدی ہے۔ لوگ اپنی آمدی کو سنبھال کر رکھتے ہیں کہ دعوت کی مخت سے لوگوں میں علم کی طلب پیدا ہو۔ مساجد قائم ہوں۔ مدارس قائم ہوں۔ تربیت گاہیں قائم ہوں۔ دین کے شبے وجود میں آنے ہیں دعوت کے کام سے۔ یہ تو ہونیں سکتا کہ دعوت کے کام ہوں اور دین کے شبے مقصود نہ ہوں۔ یہ ایسا ہے کہ کوئی آدمی تجارت کرے اور کہے کہ مجھے آمدی مقصود نہیں ہے یا آمدی کو ضائع کر دے۔ وہ کیسا بے وقوف آدمی ہوگا؟۔ لوگوں کو اپنی آمدیوں سے ایسی محبت ہوتی ہے کہ وہ اس کو خون پینہ کہتے ہیں کہ یہ میرا خون پینہ ہے۔

دعوت سے دین کے سارے شبے زندہ ہونے ہیں اور یہ میری بات یاد رکھنا کہ یہ شبے اس وقت تک قائم رہیں گے جب تک دعوت کی نقل و حرکت قائم رہے گی۔ آپ ذرا پچھلا زمانہ اٹھا کر دیکھیں ساری تاریخ اس کی گواہ ہے۔ حضور ﷺ نے ہر صحابی کو معلم بنایا تھا: ”بلھوا عنی ولو آیۃ“ جب علم نقل و حرکت سے الگ ہو جاوے گا تو عام امت میں جہالت پھیل جاوے گی اور علم امت کے ایک محدود طبقہ کی چیز بن کر رہ جاوے گا۔ اگر علم کے بغیر نقل و حرکت ہے تو جہالت نقل و حرکت ہوگی۔ حضرت مولانا محمد الیاسؒ فرماتے تھے کہ میرا دل یہ چاہتا ہے کہ جتنی جماعتیں تکمیلیں۔ ان میں ایک عالم ہوا اور ایک قاری ہو۔ تاکہ نکلنے والے قرآن سیکھ کر آؤں۔

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

نوٹ: یہ تحریر مولانا کے رائے و مذکور اجتماع بابت ۱۱-۱۲-۱۳-۲۰۱۳ء کے بیانات سے ماخوذ ہے۔

سالانہ ختم نبوت کا نفرنس جعفر آباد سکھر

عالیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے زیر انتظام ختم نبوت کا نفرنس جعفر آباد، زیر انتظام بھائی عبدالحمید مہر، زیر صدارت مولانا عبدالحیم ہالیجی، زیر بھائی مولانا محمد حسین ناصر منعقد ہوئی۔ کا نفرنس میں مولانا عبدالجیب قریشی، قاری عبدالحمید مہر، مولانا عبدالستار، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا قربان علی مہر، قاری جیل احمد، مولانا سعید احمد شاہ بخاری و دیگر علماء کرام نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت دین کی بنیاد ہے۔ اگر بنیاد کمزور ہو تو اور پر کی تحریر کی کوئی گارنی نہیں ہوتی۔ اسی طرح اگر کسی مسلمان کو عقیدہ ختم نبوت کے متعلق تک دشہر ہوگا تو یہ اس کے ایمان کی کمزوری ہے۔ ایسے آدمی پر قادر یا نیز مرزاں ایگی حملہ آور ہوتے ہیں اور اس کو اپنے ارتداوی جال میں پھسانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ مسلمان حضور اکرم ﷺ کا غلام ہے اور ہمیں اس غلامی پر فخر ہے۔ ہمارے آئندہ میں جتاب نبی کریم ﷺ ہیں۔ کا نفرنس کو کامیاب ہانے بھائی عبدالحمید مہر، مولانا قربان علی مہر و دیگر ساتھیوں نے بھر پور رحمت کی۔ کا نفرنس رات ایک بجے مولانا عبدالجیب قریشی کے بیان و دعا کے ساتھ انتظام پنڈیر ہوئی۔

مطالعہ کی کمی

بریڈ احمد نعمانی

”میں کیسے سو سکتا ہوں؟ جبکہ عام مسلمان ہم پر بھی کر کے آرام کرتے ہیں اور اپنے سائل و معاملات کی گرہ کشائی اور دینی و شرعی را ہٹائی کے لیے ہم پر اعتماد کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر میں بھی مخواہب ہو جاؤں تو دین کے ضائع ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔“

مندرجہ بالاقول امام ابوحنینؑ کے ماہی ناز شاگرد امام محمدؑ کا ہے۔ گروہ روز و شب کی احتلچہل نے ہمتوں کو پست اور قوئی کو کمزور بنا دیا ہے۔ انحطاط پڑی ری کی اس فضائیں پختہ کاری کا جو ہر مطلع ہوتا جا رہا ہے۔ قوت استدلال، تکثیر شناسی اور تکثیر آفرینی کے سندوں میں مطالعہ و تحقیق کے موقعی کم یا بہلکہ نایاب ہوتے جا رہے ہیں۔ عوام کی بات بر طرف۔ خواص کے طبقے میں شمار کیا جانے والا اطلسِ علوم دینیہ کا حلقہ، تحقیق و جتنی، عرق ریزی و دل سوزی اور جزری وہاڑیک بینی جیسے عنوانات سے نا آشاد و ناماؤں ہوتا جا رہا ہے۔

وجو بات واسیاب کیا ہیں؟ اس روگ کم ہوتی، کم مانگی اور سہل انگاری کا مدوا کیا ہے؟ ”گستاخ مطالعہ“ سے عدم رقبت والفات اور جاذبیت کا مدارک کس طور و صورت کیا جانا ممکن ہے؟ آئیے اعمارات اکابر کی روشنی میں ان غور طلب سوالات کے تسلی بخش جوابات تلاش کرتے ہیں۔

مطالعہ سے عدم دفعہ و بے رغبتی کا ایک بڑا عذر رنگ یہ ہوتا ہے: ”تی نہیں لگتا۔“ اس بابت حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں: ”رہا جی نہ لگنا۔ سو میں کہتا ہوں کہ یہ صرف حیله ہے اور لاپرواہی کی دلیل ہے، ورنہ جتاب اگر کسی پر مقدمہ فوج داری کا قائم ہو جائے اور وہ سن لے کہ قانون میں کوئی تغیر میرے لیے مفید ہے تو اگر چہ قانون کے دیکھنے میں تی نہ لگے، بلکہ سمجھ میں بھی نہ آئے، مگر جان مارے گا اور دیکھے گا، اس وقت یہ نہ ہوگا کہ بجائے قانون کے کوئی اور دفعہ چیز ٹھلاں الف لیلی (یا کوئی اور ناول) لے کے بیٹھے۔ اس وقت تو دل کو گلی ہو گی۔“

ساتھ ہی ساتھ مطالعہ کی اہمیت سے ناواقفیت اور کتب بینی کے ذوق و شوق کا فہدان بھی چمنتائیں علم و تحقیق کی تور دی سے مانع نظر آتا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ استعداد و ملاحت کی منزل تک جنپنے کی پہلی سیر گی بلاشبہ مطالعہ کتب ہے۔ اس کی مشاہداتی مثال دیتے ہوئے حکم الامت فرماتے ہیں:

”مطالعہ کی برکت سے استعداد اور فہم پیدا ہوتا ہے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کپڑا رنگنے کے لیے پہلے اس کو دھویا جاتا ہے، پھر رنگ کے ملکے میں ڈالا جاتا ہے اور اگر پہلے نہ دھویا جائے تو کپڑے پر داغ پڑ جاتے ہیں، اسی طرح مطالعہ نہ کیا جائے تو مضمون بھی اچھی طرح سمجھ میں نہیں آتا۔“

درحقیقت "زمانہ تعلیم" میں اگر مطالعہ کی رفتہ، اشتیاق اور میلان بیدار ہو گیا تو ساری زندگی کے لئے متاثر ہے بہا ہاتھ آ جاتی ہے، وگرنہ عمر بھر یہ ذوق کا رآمد پیدا نہیں ہو پاتا۔ کتاب سے بعد کو قرب میں بدلتے کے لیے، احس اجنبیت کو اپنا یتیم کے رنگ میں مطلب کرنے کے لیے اور ذہن و قلب کو روحاںی بالیگی کا سامان بھی پہنچانے کے لیے ضروری ہے، اکابر و اسلاف کے فصیحت آموز حالات و واقعات کو چشم قلب سے پڑھا جائے۔ رفتہ طبیعت کی ساخت اس سانچے میں ڈھلنی چلی جاتی ہے۔ غور و مگر کے نئے نئے درستے و اہوتے چلے جاتے ہیں۔ احس و شعور پر علم و عمل کے نوپر نوباب کھلتے جاتے ہیں۔ بالآخر "نقوش رفکاں" میں کتب بینی کی عظمت، اہمیت اور افادیت کا گوہ رآبدار ہاتھ آ جاتا ہے۔

رہایہ سوال کہ مطالعہ کو کار آمد کیسے بنایا جاتا ہے؟ اُس سے حاصل ہونے والے علمی جواہرات کو کیسے محفوظ کیا جائے؟ تحریر کی معنویت سے بھر پور استفادہ کیوں کر ممکن ہو سکتا ہے؟ تو جواب من!

اول..... اس کے لیے ضروری ہے کہ بوقت مطالعہ ذہن کو ٹکرائیں اور انتشار لگر سے بچا کر کامل طور پر حاضر رکھا جائے۔ تاکہ "کتاب خوانی" مخفی پڑھنے تک محدود نہ ہو، بلکہ عبارت کا مطلب و مفہوم بھی ذہن لشکن کرنے کی سہی وکوش ہو۔

دوم..... قلم از مطالعہ "قلم و قرطاس" کا پاس ہونا حاصل مطالعہ کو پختہ، محفوظ اور منفرد بنانے کا بیانادی اور کلیدی عنصر ہے۔ دوران مطالعہ "اہم اور اہم تر" کے اصول کو دفتر رکھتے ہوئے اہم عبارات، بیانادی باتوں اور عمده مکتوں کو نشان زد کر لیا جائے۔

سوم..... پسندیدہ ابحاث، قابل ذکر عنوانات، ادبی لکھاں و اشعار اور سیرت و سوانح کے متأثر کن واقعات سمیت ہر وہ بات و مکتبہ جو چلی نظر میں دل و دماغ کے تاروں کو ہلا دے۔ اس کو نوٹ کرنے کے لئے الگ بیاض ترتیب دی جائے۔ جس سے آگے جمل کر علمی و عملی زندگی میں بھر پور استفادہ و راہنمائی لینا سہل و آسان ہے۔

یہ امر حجاج دلیل نہیں ہے کہ شوق مطالعہ کی کمی اور کمزوری طالب علم دین کے لیے سخت مضر اور سرماں جل ہے۔ بلند لگری، وسعت علمی اور تحقق نظری کے نظریاتی اور لگری اسلوے سے جی دستی امت کے مستقبل کے نگہبانوں اور پاسانوں کا شعار نہیں۔ "عشق کتاب" کے اس سفر میں جاں سوزی اور بلا کوشی اٹھائے بغیر ملت کی سیادت و تیادت کے فرائض سے عہدہ برآ ہونا کارہمال ہے۔ بقول مولانا اسد اللہ صاحب ناظم مظاہر الحلوم:

انسان کو بناتا ہے اکمل مطالعہ	ہے چشم دل کے واسطے کا جل مطالعہ
نقص تمام عمر وہ رجتے ہیں علم سے	ہوتا نہیں ہے جن کا کامل مطالعہ
جو دیکھتے ہیں دل سے مسلسل مطالعہ	مکھلتے ہیں راز علم کے انہی کے قوب پر

شوال المکرم کے چھ روزوں کی بابت

مولانا عبداللہ مقصود

شوال کے چھ روزے واجب یا سنت؟

قرآن و سنت میں شوال کے چھ روزوں کے واجب ہونے کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ اس وجہ سے امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ شوال کے یہ چھ روزے فرض یا واجب نہیں۔ بلکہ سنت ہیں۔ شوال کے ان چھ روزوں کے سنت ہونے پر جمہور علماء کا اتفاق ہے۔ صرف امام مالکؓ نے اپنی کتاب موطا امام مالکؓ میں رمضان البارک کے فوراً بعد یعنی عید الفطر کے دوسرے دن سے ان چھ روزوں کے اہتمام کو مکروہ تحریر کیا ہے۔ بعض حضرات نے عید الفطر کے فوراً بعد ان چھ روزوں کو رکھ کر ساتویں شوال کی شام کو ایک تقریب کی صورت ہنانی شروع کر دی تھی۔ ممکن ہے کہ اسی وجہ سے امام مالکؓ نے عید الفطر کے دوسرے دن سے اہتمام کے ساتھ ان چھ روزے رکھنے کو مکروہ قرار دیا ہو۔ تاکہ رمضان اور غیر رمضان کے روزوں میں فرق کیا جاسکے۔ جیسا کہ امام قرطیؓ نے تحریر کیا ہے کہ خراسان کے بعض حضرات نے رمضان البارک کی طرح عید الفطر کے ان چھ روزوں کا اہتمام کیا۔ ورنہ نظر پہلا ہر کراہت کی کوئی وجہ نظر نہیں آرہی۔

شوال کے چھ روزوں کی فضیلت

حضرت ابوالیوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد چھ دن شوال کے روزے رکھے تو وہ ایسا ہے گویا اس نے سال بھر روزے رکھے۔"

(صحیح مسلم، ابو داود، ترمذی، ابن ماجہ)

اس مذکورہ حدیث میں دہر کا لفظ آیا ہے جس کے اصل معنی رمانے کے ہیں۔ لیکن دیگر احادیث کی روشنی میں یہاں سال مراد ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو بشارت دی ہے کہ ماہ رمضان کے روزے رکھنے کے بعد شوال کے چھ روزے رکھنے والا اس قدر ثواب کا حقدار ہوتا ہے کہ گویا اس نے پورے سال روزے رکھے۔ اللہ تعالیٰ کے کریمانہ قانون کے مطابق ایک نیکی کا ثواب کم از کم دس گناہاتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ بانی ہے: "جو شخص ایک نیکی لے کر آئے گا۔ اس کو دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔"

(سورہ العنكبوت: ۱۶۰)

تو اس طرح جب کوئی ماہ رمضان کے روزے رکھے گا تو دس میتوں کے روزوں کا ثواب ملے گا اور جب شوال کے چھ روزے رکھے گا تو ۲۰ دنوں تک روزوں کا ثواب ملے گا۔ تو اس طرح مل کر بارہ میتوں یعنی ایک سال کے برابر ثواب ہو جائے گا۔

فائدہ..... اگر رمضان کے روزے چاند کی وجہ سے انٹیس ہی رہ جائیں۔ جب بھی یہ تمہی شمارہوں

گے۔ کیونکہ ہر مسلمان کی نیت ہوتی ہے کہ چار نظر نہ آیا تو تیساں روزہ رکھے گا۔ اس حساب سے انتیں رمضان کے اور چھروزال کے کل جتنیں روزے رکھنے سے بھی پورے سال روزہ رکھنے کا ثواب ملے گا۔ حضور نبی اقدس اللہ عزوجلّ نے صرف رمضان اور چھروزال کے روزے رکھنے پر اس ثواب کی خوشخبری سنائی ہے۔ لہذا ہمیں یہ سوال کرنے کی ضرورت نہیں کہ ایک روزہ چار نظر کی وجہ سے رہ گیا تو ثواب پورے سال کا ہو گا یا نہیں۔ (تحذیف السلمین، مولانا عاشق الہی) مذکورہ فضیلت کے طلاوة علماء کرام نے تحریر کیا ہے کہ رمضان المبارک کے روزوں میں جو کوتا ہیاں سرزد ہو جاتی ہیں۔ شوال کے ان چھروزوں سے اللہ تعالیٰ اس کوتا ہی اور کسی کو دور فرمادیتے ہیں۔ اس طرح ان چھروزوں کی رمضان کے فرض روزوں سے وہی نسبت ہو گی جو سنن و نوافل کی فرض نمازوں کے ساتھ ہے کہ اللہ تعالیٰ سنن و نوافل کے ذریعہ فرض نمازوں کی کوتا ہیوں کو پورا فرمادیتا ہے۔ جیسا کہ واضح طور پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”ہمارا رب فرشتوں سے فرمائے گا، حالانکہ وہ زیادہ علم رکھنے والا ہے۔ میرے بندے کی نمازوں کو دیکھو کہ اس نے پوری کی ہیں یا اس میں لقص ہے۔ اگر تو تمہل ہوں گی تو تمہل لکھی جائے گی اور اگر اس میں کچھ کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا دیکھو میرے بندے کے نوافل ہیں؟ اگر تو اس کے نوافل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میرے بندے کے فرائض اس کے نوافل سے پورے کرو۔ پھر باقی اعمال بھی اسی طرح لیے جائیں گے۔“ (سنن ابو داود)

شوال کے چھروزے مسلسل رکھنا ضروری نہیں ہیں

احادیث میں چھروزے مسلسل رکھنے کا ذکر نہیں ہے۔ لہذا یہ چھروزے ماہ شوال میں عید الفطر کے بعد لگاتار بھی رکھے جاسکتے ہیں اور یعنی میں نافذ کر کے بھی۔ علماء احتجاف اور سعودی عرب کے کبار علماء کی کوئی مسلسل نے بھی فتویٰ دیا ہے کہ رمضان کے فوراً بعد یا لگاتار رکھنا کوئی شرط نہیں ہے۔ ماہ شوال میں بھی بھی مسلسل یا یعنی میں نافذ کر کے چھروزے رکھنے سے یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ مستحب یہ ہے کہ ان کو متفرق یعنی علیحدہ علیحدہ رکھا جائے۔ شای میں ہے: ”وَنَدِبْ تَفْرِيقَ صُومَ الْأَسْتَ.“ (شای جلد ۲ ص ۲۷۳)

شوال کے چھروزے رکھنے سے پورے سال فرض روزے یا نوافل روزے رکھنے کی فضیلت حاصل ہو گی؟ اس میں علماء کی رائے مختلف ہیں۔ امام شافعی اور امام احمدؓ کی رائے ہے کہ پورے سال فرض روزے رکھنے کی فضیلت حاصل ہو گی۔ البتہ امام ابو حنینؓ نے فرمایا ہے کہ پورے سال نوافل روزے رکھنے کا ثواب ملے گا۔

رمضان کے فوت شدہ روزے یا شوال کے چھروزے، پہلے کون سے روزے رکھے جائیں اگر کسی شخص کے رمضان کے روزے کے کسی عذر کی وجہ سے چھوٹ گئے تو تحقیقی بات یہ ہے کہ رمضان کے روزوں کی قضاۓ سے پہلے ہے۔ اگر کوئی شخص شوال کے چھروزوں کو رکھنا چاہے تو جائز ہے۔ کیونکہ رمضان کے روزوں کی قضاۓ فوری طور پر واجب نہیں ہے۔ بلکہ کسی بھی ماہ میں رمضان کے فوت شدہ روزوں کی قضاۓ کی جاسکتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں سورتیٰ حتیٰ کہ ازواج مطہرات اپنے رمضان کے فوت شدہ روزوں کی قضاۓ عموماً گیارہ ماہ بعد ماہ شعبان میں کیا کرتی تھیں۔ جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے۔ اگرچہ امام احمد بن حنبلؓ نے رمضان

کے روزوں کی قضاۓ سے قبل شوال کے چھر روزوں کی ادائیگی کو ناجائز قرار دیا ہے۔ اگر کوئی شخص شوال میں رمضان کے روزوں کی قضاۓ کی نیت کر لے تو اس سے شوال کے روزوں کی فضیلت حاصل نہیں ہوتی۔ اگر کسی شخص نے شوال کے چھر روزوں کو رکھنا شروع کیا۔ لیکن کسی وجہ سے ایک یا دو روزہ رکھنے کے بعد مگر روزے نہیں رکھ سکا۔ تو اس پر باقی روزوں کی قضاۓ ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص ہر سال ان روزوں کے رکھنے کا اہتمام کرتا ہے۔ مگر کسی سال نہ رکھ سکا تو وہ گناہ گار نہیں ہے۔ نہیں اس پر ان روزوں کی قضاۓ واجب ہے۔

ختم نبوت کا نفرنس فیکسلا

مورخہ ۲۹ راپریل ۲۰۱۵ء بروز بدھ سالانہ ختم نبوت کا نفرنس کا انعقاد جامعہ عربیہ سراج المدارس کے زیر اہتمام مرکزی جامع مسجد خانقاہ سعدیہ نقشبندیہ میں کیا گیا جس کی چار ششیں ہوئیں۔

پہلی نشست بعد از تمازغہ: "ختم مهدیہ و ختم مخصوصیہ" مولانا محمد زکریا نے پڑھائے۔ صدرات: حضرت اقدس مولانا عبدالغفور صاحب دامت برکاتہم۔ خصوصی خطاب: حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوقانی نے ختم نبوت کی اہمیت اور علماء کرام کی اس میدان ضرورت کے عنوان پر لا جواب بیان فرمایا۔ جبکہ شیخ سیکرٹری کے فرائض صاحبزادہ مولانا مفتی عبدالہادی نے سرانجام دیئے۔

دوسری نشست بعد تمازعصر منعقد ہوئی۔ صدرات: حضرت اقدس مولانا محبت اللہ صاحب دامت برکاتہم نے کی۔ مہمان خصوصی: حضرت مولانا خواجہ غلیل احمد مغلہ۔ بیان: حضرت مولانا قاضی ہارون الرشید راوی پہنڈی، مولانا عزیز الرحمن ثانی۔

تیسرا نشست بعد از تمازغہ: زیر صدرات: حضرت اقدس مولانا قاضی محمد ارشاد الحسینی صاحب دامت برکاتہم ایک۔ شیخ سیکرٹری کے فرائض مولانا محمد زکریا نے سرانجام دیئے۔ بیان: مولانا قاضی محمد ارشاد الحسینی مدظلہ اور حضرت مولانا قاضی عبدالرشید مدظلہ راوی پہنڈی نے کیا۔ تیسرا نشست کے بعد جامعہ عربیہ سراج المدارس کے دورہ حدیث اور درجہ حظ کے طلیاء کی دستار بندی ہوئی۔ طلیاء کو دستار فضیلت حضرت مولانا عبدالغفور، حضرت مولانا محبت اللہ، حضرت مولانا قاضی ارشاد الحسینی اور حضرت مولانا خواجہ غلیل احمد کے مبارک ہاتھوں پہنچائی گئی۔

چوتھی اور آخری نشست بعد تماز عشاء: زیر صدرات: مولانا خواجہ غلیل احمد مغلہ۔ بیان: حضرت مولانا عبدالرؤف چشتی اوکاڑہ۔ آخری مسئلہ ختم نبوت کے عنوان پر مدلل بیان ممتاز اسلام حضرت مولانا محمد الیاس الحسین کا بیان ہوا۔ اقتداءی دعائی طریقت حضرت مولانا قاضی محمد ارشاد الحسینی صاحب دامت برکاتہم نے رات بارہ بجے فرمائی۔ الحمد للہ! کافر نفرنس بخیر و خوبی اقتداء مذہبی ہوئی۔ کافر نفرنس ہال کی خوبصورتی اور حسن انتظام کی تمام تدبیر کا سہرا مولانا محمد زکریا صاحب کے رفقاء اور جامعہ عربیہ کے اساتذہ مولانا مفتی محمد عثمان، مولانا مفتی جیب الرحمن مولانا قاری محمد ابراہیم، مولانا خطیب الرحمن کی محنت کا شمرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قلّا ج دارین کا سبب ہتاویں۔ آمین! اور شفاقت خاتم النبیین کے حصول کا ذریعہ ہتاویں۔ ثم آمین!

نیا تعلیمی سال طلبہ سے کچھ باتیں

مولانا منظی محمد راشد

شوال المکرم کے مبارک میہینے سے دینی مدارس کی دو ماہ سے جاری ویرانی اور پہ آبادی دور ہو کر دوبارہ رونقیں لوٹ آتی ہیں۔ علوم دینیہ کے حصول کے چند بات سے سرشار طلبہ کرام میں ہائل کے سفر کی صعوبتوں کو ملے کرتے ہوئے، والدین اور اعزہ و اقرباء کی چدائی کو برداشت کرتے ہوئے، اپنے ملن میں گزرنے والے شب و روز کی سہولتوں کو ترک کر کے پر دلیں کی مخلکات تک کو برداشت کرنے کی نیت سے مدارس کو اپنا ملن ہاتے ہیں۔ اپنے اساتذہ کو اپنے والدین کا قائم مقام تصور کر کے، اپنے طلبہ ساتھیوں کو اپنے بھائیوں کا درجہ دیتے ہوئے سالہا سال کا سفر ملے کرتے ہیں۔ قربانیوں کے احتیار سے امت مسلمہ کے اس طبقے کو دیکھا جائے تو یقیناً ان کی قربانیاں بے مثال ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان افراد کی قربانیوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا جن کو چھوڑ کے یہ طبقہ آیا ہوتا ہے۔^[1]

ان طلبہ کے "والدین" کی قربانی کو دیکھ لیا جائے۔ اولاد جیسی بھی ہو۔ اپنے والدین کی آنکھوں کی شندک ہوتی ہے۔ والدین کے دلوں میں یوں ست اولاد کے پارے میں محبت کس شخص کی نظر سے مخفی ہے؟۔ اولاد کو کوئی تکلیف آپنے تو والدین کی راتوں کی نیندیں اڑ جاتی ہیں۔ اولاد کی راحت کی خاطر خود بے آرام ہو جاتے ہیں۔ ان کی راحت کی خاطر جتنا سرمایہ لگانا پڑے، لگاتے ہیں۔ خود اپنے پاس نہ ہو تو قرض تک لینے سے دریغ نہیں کرتے۔ کسی بھی والد سے پوچھ لیں۔ حصول معاش کے لئے دن رات کی ان تھنک محنت کس لئے کرتے ہو؟ تو جواب ملے گا کہ یہ ہی بچوں کی خاطر۔ ان کے مستقبل کو سنوارنے کی خاطر۔ اب جب اسی اولاد نے بڑا ہونا تھا تو اس نے اپنے والدین کا دست بازو بننا تھا۔ ان کے بڑھاپے میں ان کی راحت اور سکون کا سبب بننا تھا۔ برسا بر س سے یہ والدین مشقتیں جیلیتے آ رہے تھے۔ اس کے نتیجے میں جب اس اولاد نے ان کا سہارا بننا تھا تو ان بوڑھے والدین کی آنکھوں کو شندک پہنچا تھی۔ ان کو دو پل سکون کے ملنے تھے۔ لیکن یہ والدین اپنی اولاد کی طرف سے ملنے والے ان فوائد کے حصول کی تمنا کو قربان کرتے ہیں۔ جس کاروبار میں اولاد کا تعاون حاصل ہوتا تھا۔ اس کاروبار کے بوجھ کو تمہا اپنے کندھوں پر ہی اٹھائے رکھنے کا فیصلہ کرتے ہیں۔ والدہ اپنے دل پر پتھر رکھ کے اپنے جگر کے لکڑوں کو اپنے سے چدا کر کے میلوں دور کے سفر پر بیہنے کا فیصلہ کر لیتی ہے۔ بھائی اپنے ہم عمر، ہم مزاج بھائیوں کی چدائی کو برداشت کر لیتے ہیں۔ بہنیں اپنے ہر دل عزیز بھائیوں کی مشقت سے محروم رہنے کو برداشت کر لیتی ہیں۔ کس لئے؟۔ ان سب چدائیوں کو برداشت کرنا کس لئے ہوتا ہے؟۔ اس کا صاف اور سیدھا حساب یہ ہی ہے کہ ان کا پیٹا، ان کا لفت جگر، ان کا بھائی و راست نبوی ﷺ کو اپنے سینے میں جمع کرنے والا بن جائے۔ ان کا یہ عزیز صفات تجویز ﷺ اور اخلاق و جذبات نبوی ﷺ کا حامل بن جائے۔ وہ ان پاکمال صفات کو اپنے اندر پیدا کر لینے والا بن

جائے جن کی بدولت وہ امت محمدیہ کی پے مثال قیادت کرنے کا اہل بن سکے۔ پورے عالم میں دین زندہ کرنے کی محنت کر سکے۔ معاشرے کے اندر ہر سوچیلی ہوئی برائیوں کو دور کرتے ہوئے ایک صالح اور پر امن معاشرے کے قیام کا سبب بن سکے۔ بے نمازیوں کو نمازی ہنا سکے۔ معاشرے کی بیٹھیوں کے سروں پر دوپہر رکھا سکے۔ معاشرے کی ماڈل بہنوں کی آنکھوں میں حیاء پیدا کرنے کا سبب بن سکے۔ ان اور ان جیسے بہت سارے جذبات کو اپنے اندر رکھے ہوئے معاشرے کے افراد اپنے عزیزیوں کو مدارس ویجیہ کی طرف بیجتے ہیں۔ ان بہت ساری چیزوں کے ہوتے ہوئے بلکہ ان سے کہیں زیادہ قربانیوں کے ہوتے ہوئے ہمارے طلبہ ساتھی ان سب سے آنکھیں بند کرتے ہوئے اپنا وقت گزار لیں۔ تو کیا یہ پورے معاشرے پر علم نہ ہو گا؟۔ ہو گا، بالکل ہو گا۔ بلکہ اس سے بھی خطرناک یہ ہو گا کہ ایسا طالب علم اپنے اوپر آٹھ سال گزارنے کے بعد عالم دین کا لیبل چھپا کر کے دوسرے مصوص نوجوانوں کے علم دین کے حصول سے غفر کا سبب بنے گا۔ معاشرے کے اوپر بوجوہ بن جائے گا اور اس سے بھی آگے بڑھ کر یہ میں ممکن ہے کہ خال مظلہ کا مصدقہ بن جائے۔

ان سب باتوں کے سامنے ہوتے ہوئے خیال ہوا کہ عزیز طلبہ ساتھیوں کی دورانیہ تعلیم میں کرنے والے چند اہم اور ضروری کاموں کی طرف را ہنمائی کر دی جائے۔ شاید کہ کسی طالب علم ساتھی کے دل میں کوئی بات اتر جائے اور اس کی اتنی بہت ساری قربانیاں ملک جائیں اور اس کی زندگی سورنے کا ذریعہ بن جائے۔

پہلا کام..... صحیح نیت

علم کی افادیت کا تعلق نیت کے صحیح ہونے یا صحیح نہ ہونے سے ہے۔ اگر حصول علم سے مقصود خدا غواست دنیا، حب جاہ ہوئی تو یہ نیت اس طالب علم کو اسی دنیا میں دنیا والوں کے سامنے ذلیل کروائے گی اور آخرت میں تو ایسے شخص کو سب سے پہلے جہنم میں اونٹھے منہ پھیک دیا جائے گا۔ یہ علم اس کے لئے وہاں جان بن جائے گا۔ یہ بات حدیث میں مذکور ہے: ”علم کو علماء پر بڑائی جاتا ہے، تا سمجھو عام سے الجھنے اور مجلسیں جانا (یعنی لوگوں کو اپنی ذات کی طرف متوجہ کرنے) کے لئے حاصل نہ کرو۔ جو شخص ایسا کرے گا۔ اس کے لئے آگ ہے، آگ۔ (سنن ابن ماجہ، باب الانتفاع بالعلم والعمل بہ) بلکہ نیت یہ ہوئی چاہیے کہ اس علم کے ذریعے پوری دنیا میں دین اسلام کو زندہ کروں گا۔ اس نیت کے کرنے والے کو اسی حالت میں موت بھی آگئی تو اللہ تعالیٰ اس طالب علم کا خیر اس طرح فرمائیں گے کہ اس کے اور انہیاں طیبین السلام کے درمیان صرف ایک درجہ کا فرق ہو گا۔ (جامع بیان العلم وفضله، باب جامع فی فضل العلم)

چنانچہ سب سے پہلا کام اپنی نیت کو صحیح کرنا ہے اور یہ کام پار کرنا ہو گا۔ جب بھی اپنی نیت کو بگرا ہوا پائے اسی وقت اپنی نیت کی صحیحی کی جائے۔ ایک بات سامنے رہے۔ اس کیلی بات میں جو عرض کیا جا رہا ہے۔ وہ ہے صحیح نیت۔ اس کا متفقی یہ ہے کہ اگر حصول علم کے وقت نیت نمیک نہ ہو تو اس حصول علم کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ اپنی نیت کو درست کر لینا چاہیے اور جب تک نیت درست نہ ہو۔ مخفی نیت درست نہ ہونے کی وجہ سے ترک علم صحیح نہیں۔ کیونکہ بزرگوں کا مقولہ ہے: ”تعلمنا العلم لغير الله، فأنهى العلوم إلا أن يكون لله“ (هم)

نے علم غیر اللہ کے لئے پڑھا تھا۔ مگر وہ مانعی نہیں۔ (لہذا وہ اللہ کا ہو کرہی رہا) اس لئے علم کے حاصل کرنے کو ترک نہ کرے بلکہ اپنی نیت کو درست کر لے۔

دوسرا کام..... علمی استعداد مضبوط کرنا

صحیح نیت کے بعد جو اہم ترین کام ہے وہ اپنی علمی استعداد کو مضبوط سے مضبوط کرنا ہے۔ اس کے لئے پہلے دن سے ہی اپنی کرکتنا ہو گی۔ مدراس دینیہ میں جتنے بھی علوم پڑھائے جاتے ہیں۔ ان میں اپنے آپ کو اتنا ماہراور مضبوط بنانا ضروری ہے کہ علوم کا کوئی سائبی شعبہ ہو (صرف فنون ہو یا منطق، علم الكلام ہو یا فلسفہ و بلاغت، اصول فقہ ہو یا فقہ، اصول حدیث ہو یا حدیث، اصول تفسیر ہو یا تفسیر) کسی شخص کے سامنے ان علوم میں آپ کی کمزوری نہ آسکے اور انہی علوم میں لفڑی کھانے والے کوئی بھی اہل علم آپ کی نظر سے فیکے نہ گزر سکے۔ اس استعداد کے حصول کے لئے اگر حضرت تھانویؒ کا مخطوطہ سامنے رکھ لیا جائے تو اثناء اللہ وہ ہی کافی ہو جائے گا۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ جو طالب علم تین کام کر لے۔ اللہ تعالیٰ اسے ضرور علم کی دولت سے نواز دیں گے: مطالعہ..... سبق میں توجہ سے حاضری..... اور تحرار۔ ان تینوں کاموں کو بہر صورت انجام دینا حصول علم کی کامیابی کی کنگی ہے۔ ان تینوں کاموں کے پارے میں اجھا لایہ عرض کرنا ہے کہ:

مطالعہ نام ہے معلومات کو مجبولات سے الگ کر دینے کا۔ یعنی جب آپ سبق میں شریک ہونے سے پہلے کتاب کھول کے مطلوبہ سبق کا مطالعہ کریں۔ اس سبق کو صرفی، نحوی اور لغوی اقتبار سے حل کریں۔ اس کے تھے، ترکیب اور مٹہوم کے بھیجنے کی کوشش کریں۔ اس کوشش میں جو جو کامیابی آپ کو حاصل ہو جائے۔ وہ معلومات کھلا جیں گی اور جو بات سمجھ میں نہ آسکے۔ اسے مجبولات کا نام دیا جائے گا۔ مجبولات آپ کے ذہن میں مختصر ہوئی ضروری ہیں۔ تاکہ کسی دوسرے وقت، کسی دوسرے ساتھی یا استاذ سے یا سبق میں انہیں خاص طور پر حل کیا جاسکے۔ مطالعہ کی اتنی کوشش اثناء اللہ آپ کو آگے سے آگے لے جانے کا ذریعہ بنے گی۔ اس کے بعد سبق میں حاضری کا مرحلہ ہے۔ اس مرحلے میں بھرپور کوشش یہ ہوتا ضروری ہے کہ آپ سے نہ تو کوئی سبق چھوٹنے پائے اور نہ ہی کسی سبق میں بے تو جبی اور غفلت سے شریک ہوں۔ بلکہ سبق کی ابتداء سے انتہاء تک پوری بیدار مفتری سے شرکت ضروری ہے۔ اس کوشش میں کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ دوران سبق استاذ کی زبان سے جو بات بھی لٹھے اس بات کے علاوہ کوئی بات آپ کے کافیوں میں داخل نہ ہو۔ اسی طرح آپ کی آنکھ استاذ سے ہٹ کر کسی اور طرف مشغول ہونے والی نہ ہو۔ سبق میں سامنے آنے والی باتوں کو ذہن میں محفوظ کرنے کی کوشش کی جائے اور سبق کے بعد انہیں کاغذ پر محفوظ کر لیا جائے۔ اس کے بعد آخری مرحلہ تحرار کا ہے۔ سبق میں سنی ہوئی باتوں کے دھرانے کو تحرار کہتے ہیں۔ اس مرحلے میں مطالعہ اور سبق میں رہ جانے والی کرسیں لکل جاتی ہیں۔ تحرار کا عمل جتنے بھرپور طریقے سے مکمل ہو گا۔ آپ کی سبق پر گرفت اتنی ہی زیادہ ہو گی۔ بزرگوں کا مقولہ ہے کہ جو طالب علم بہتر ایادہ تحرار کا ماہر ہو گا۔ وہ اتنا ہی بہترین درس ہن سکے گا۔ یہ تینوں مرحلوں کا اجھا خاکہ تھا۔

تیرا کام..... خوش خطی اور عمدہ تحریر

زمانہ تعلیم اور اس سے فرافت کے بعد کامیاب محنت کے لئے اس صفت کا بہت بڑا دھل ہے۔ خوش خطی اور محمدہ تحریر کے ذریعے ایک عالم دین بہتر سے بہتر انداز میں دین کی خدمت کر سکتا ہے۔ م مقابل پر بذریعہ تحریر ایک اچھاتاڑ چھوڑ کے اسے اپنی راہ پر لا آسان ہو جاتا ہے۔ اس صفت میں ملکہ حاصل کرنے کے لئے بھی پہلے دن سے یعنی محنت کرنا ضروری ہے۔ اگر ممکن ہو سکے تو کسی ماہر کا تجربہ سے باقاعدہ وقت لے کر مشق کی جائے۔ اس صفت کے حصول کے لئے کم از کم بات یہ ہے کہ سب سے پہلے حروف ہجی کے مفردات کی پہچان اور ان کی شکلوں اور صورتوں کو ذہن میں محفوظ کیا جائے اور قواعد کے مطابق ان پر گرفت مضبوط کی جائے۔ اس کے بعد مرکبات کی مشق کی جائے۔ بالخصوص تین حروف تک کے مرکبات کی پہچان ضرور کر لی جائے۔ اس بارے میں ایک مفید صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ جہاں کہیں بھی کسی کا تجربہ کا لکھا ہوا کوئی لفظ دیکھیں اس کی ہدایت کو ذہن میں محفوظ کر لیں اور بعد میں اس کی نقل اتنا نے کی کوشش کریں۔ اس طریقے سے بہت جلد آپ کی خوش خطی میں لکھا رہا تا چلا جائے گا۔ دوسری چیز عمدہ اور جاندار تحریر ہے۔ اپنے چند بات، احساسات، خیالات اور اپنے مانی افسوس کو دوسروں کے سامنے ظاہر کرنے کے لئے اچھی اور عمدہ تحریر ایک بہت ہی بہترین ذریعہ ہے۔ محمدہ تحریر انسان کی باطن کی بھرپور عکاسی کرتی ہے۔ اچھی تحریر میں ملکہ حاصل کرنے کے لئے یہ طریقہ انتہائی زود اثر ہے گا کہ جب بھی، کسی بھی صاحب فن یا کسی بھی ادیب یا اپنے اکابرین میں سے کسی کی تحریر کا مطالعہ کریں تو ان کی تحریر کو اس نظر سے دیکھا کریں کہ اپنے مانی افسوس کو قلم بند کرنے کے لئے انہوں نے کیا تعبیر اقتیار کی؟۔ اور پھر سوچیں کہ اگر بھی بات آپ کو تحریر کرنا پڑتی تو کیا آپ کے پاس اس طرح کے الفاظ یا تعبیر تھی یا نہیں؟۔ اگر نہیں تھی تو پھر اس تعبیر کو اپنے پاس ذہن میں محفوظ کر لیں اور وقت پر اسے استعمال کریں۔ اس طرح بہت جلد آپ کی تحریر عام و خاص میں مقبول ہوتی چلی جائے گی۔

چوتھا کام..... خطابت

اپنی بات دوسروں کے سامنے رکھنے کے لئے اور دوسروں کو دین کی طرف راضی کرنے کے لئے سب سے موثر ذریعہ زبان ہے۔ گنگو کے فن اور خطابت کے اسرار و رموز سکھے بغیر معاشرے میں پیدا ہونے والے سینکڑوں برائیوں کا سد باب آسانی سے ممکن نہیں ہے۔ ایک اچھا خطیب اور مقرر اپنی قوت بیان اور زور بیان کے ساتھ بے حس قوموں میں حس پیدا کرتا ہے۔ سوئی ہوئی اقوام کو چینچھوڑ کر بیدار کرتا ہے۔ بگذارے ہوئے اخلاق کو سنوارنا سکھلاتا ہے۔ ہر انسان میں قدرت کی طرف سے کچھ نہ کچھ قوت بیان عطا کی گئی ہوتی ہے۔ اب انسان کا کام ہے کہ وہ اپنی اس استعداد کو مسلسل مشق کرتے ہوئے درجہ کمال تک پہنچائے۔ اس مشق کے لئے ضروری ہے کہ ماہرین کے انداز بیان کو خوب اچھی طرح پر کھا جائے اور خوب مشق کی جائے۔ اپنی بات میں وزن، قوت اور اڑیسا کرنے کے لئے سب سے پہلے اپنی زبان کو کھل اور آسان کرنا ہوگا۔ یعنی اپنی گنگو میں آسان سے آسان تعبیرات، الفاظ اور اسلوب اپنانا ہوگا۔ اس سے آہستہ آہستہ چہرے کے تاثرات، آواز کے اتار چڑھاؤ اور جسم کی حرکات

و سکنات پر کنٹرول حاصل ہوگا۔ الفرض چہرہ، آواز اور ساتھیوں کے مناسب اشارے ہماری بات میں قوت، تاثیر اور تغییب پیدا کرتے چلے جائیں گے۔ ان صفات کے حصول کے لئے عوام سے اختلاط اور میل جوں، ان کی بات سننا اور اس کا جواب دینا۔ پھر ان کو اپنی بات سمجھانا، ایک بہت ہی مفید ذریحہ ہے۔ اس کے لئے تبلیغی جماعتوں کے ساتھ ٹھنکے کے زمانہ میں ان کے ساتھ خروج کرنا بھی بہت مفید ہے۔ کیونکہ جماعت میں کل کریخف ہزارج وائل لوگوں کے ساتھ وقت گزارنا پڑتا ہے۔ ان کے ساتھ گزرنے والے لمحات ہم کو ان صفات کے قریب سے قریب لیتے چلیں جائیں گے۔ اسی طرح جماعتوں میں جا کر جماعت کے مختلف اعمال میں سے کوئی نہ کوئی عمل ملتا ہی رہتا ہے۔ تو اس سے بھی اس صلاحیت میں تکھار آتا چلا جاتا ہے۔

پانچواں کام..... غیر نصابی مطالعہ

درس نظامی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنے دیجیات کے مطالعہ کو وسیع کرنا بھی ہماری ضرورت ہے۔ دشمنی مطالعہ کے ساتھ خارجی حالات سے تازہ ترین واقعیت بھی ہونی چاہیے۔ تاکہ اعتماد کے ساتھ پختہ اور معتمد دشمنی معلومات رکھتے ہوئے عوام کا سامنا کر سکیں۔ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کی وجہ سے ہماری نصابی تعلیم متأثر نہ ہونے پائے۔ دوسری بات یہ کہ مختصر کتب کا مطالعہ نہ ہو۔ اس کا حل یہ ہے کہ یہ مطالعہ اپنے اسامنہ کی زیر گجرانی ہو۔ ان کے مشورے سے درجہ وار، الاہم فالاہم کے قاعدے کے مطابق مدرسجا ہو اور سب سے اہم بات یہ کہ فرصت کے اوقات میں ہو۔ نہ کہ تقطیعی اوقات میں۔

چھٹا کام..... تجوید و حفظ القرآن

ہمارے وہ طلبہ ساتھی جو حافظ قرآن نہیں ہوتے۔ انہیں عام طور پر دو تین مشکلات میں جلا دیکھا گیا ہے۔ ایک تو قرآن عکیم حفظ نہ ہونے کی وجہ سے بہت سے مقامات پر دشواری ہوتی ہے۔ نماز پڑھاتے وقت بالخصوص نماز پر دشواری محسوس کرتے ہیں یا پھر کوئی سی بھی نماز پڑھار ہے ہوں۔ ان کی قرأت تجوید کے قواعد کو پورا کرنے سے ڈھرنہ آتی ہے۔ اسی طرح ان کے بیانات اور تقاریر کے درمیان بھی قرآن پاک کی آیات کا برعکس استعمال پھر پورا اعتماد سے نہیں کر سکاتے۔ اس لئے طلبہ ساتھیوں سے یہ بھی گزارش ہے کہ اپنی اس کی کو پورا کرنے کی ابتداء سے ہی فکر کریں۔ کچھ نہ کچھ قرآن پاک روزانہ یاد کرتے رہیں۔ کم از کم آخری دو تین پارے اور مشہور بڑی سورتیں تو یادی کر لئیں چاہئیں اور کسی ماہر فتن قاری صاحب سے ضروری تجوید پڑھ کر اس کی مشق بھی کریں۔ اس ضمن میں خطبات جمع و عیدین اور خطبات لکاج بھی یاد کئے جائیں۔

ساتویں بات..... غیر تعلیمی سرگرمیاں

یہ بات ہمیشہ سامنے رکھنے کی ہے کہ ہم اپنے گھر بار کو جو چھوڑ کر آئے ہیں۔ ہمارا مقصد علم دین حاصل کرنا ہے۔ لہذا ہمارے لئے ہر ایسی سرگرمی سے پچانہا یہت ضروری ہے جو ہماری تعلیم کے لئے نقصان دہ ہو۔ اس میں سر نہرست امر یہ ہے کہ ہم اس زمانہ میں ہر طرح کی تفہیمی وابستگی سے اپنے آپ کو کوئی دور رکھیں۔ ہاں فراحت کے

بعد ہمارے کرنے کے کاموں میں حسب مزاج جس کام کی طرف میلان ہو یا ضرورت زمانہ جس کی متھاضی ہو۔ اسے ضرور اختیار کیا جائے۔ لیکن ابھی نہیں۔ ابھی تو اس تعلیم کے ساتھ عملی میدان میں تحریک پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ جس کے لئے تبلیغی معمولات کا اختیار کرنا نہایت سودمند ثابت ہوگا۔ اس لئے کہ کسی بھی عمل پر آنا پڑے ایمان کی طاقت کے عمل پر ہی ممکن ہوتا ہے اور تبلیغی معمولات سے ایمانی استعداد مغبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جاتی ہے جو کہ مطلوب و م محمود ہے۔ لیکن یہ بات بھی اچھی طرح سامنے رہے۔ تبلیغی معمولات بھی ہماری تعلیمی سرگرمیوں کے اوقات میں نہ ہوں۔ صرف چھٹی کے اوقات میں مختصر ترین وقت میں دعوت الی اللہ، تعلیم و تعلم اور ذکر و عبادت کو سینا جائے۔ اس کے لئے تکہر کی نماز کے بعد پڑھائی سے قبل کے آٹھ، دس منٹ، عصر سے مغرب کا وقت، عشاء کی چھٹی کا وقت استعمال کیا جائے۔ جسمرات اور جمعہ کی تحلیل شب جمعہ اور چوبیں سکھنے کے خروج کے لئے استعمال کی جائے اور سالانہ چھٹیوں میں چالیس روز کے لئے خروج کی ترتیب بنائی جائے۔

آٹھواں کام..... اساتذہ کرام اور طلبہ ساتھیوں کے حقوق

ایک اچھتے اور باکردار طالب علم کے مقام کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ کے دل میں اپنے اساتذہ کرام کی محبت اور ادب انتہاء درجے کا ہو۔ ان کی دل جوئی، خدمت اور اکرام کو اپنی سعادت سمجھیں۔ ان کا ادب، ان کی بات کو دھیان اور توجہ سے نہیں۔ ان کی نصائح کو اپنی کامیابی کا راز سمجھ کر اپنائیں اور ان کی خدمت کے کاموں کو علاش کر کے پوری گھنن کے ساتھ کریں۔ یہ سب امور ایک طالب علم کو بہت جلد ترقی کی منازل میں کروادیتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ان سب امور کا انجام دینا بد نتیجی، مجبوری یا کسی غرض قاسد (مثلًا: اپنے لئے مراعات رعائتوں کے حصول) کے لئے نہ ہو۔ یہ نیت فوائد تو درکثار چاہی اور بر بادی کی طرف لے جانے والی ہے۔ ایک دوسری چیز زمانہ تعلیم میں آپ کا اپنے طلبہ ساتھیوں کے ساتھ برہتا ہے۔ ایک مخصوص عرصے کے لئے آپ نے ایک اجتماعی ماحول میں رہتا ہے۔ اس ماحول میں ایک نشست آپ کی درسگاہ کے ساتھیوں کی ہے۔ دوسری نشست آپ کے کمرے کے ساتھیوں کی ہے۔ تیری نشست عمومی طور پر پورے جامد کے ساتھیوں کی ہے۔ ان تمام مراحل میں اگر آپ اپنے ساتھ یہ طے کر لیں گے کہ میں اپنے ان تمام حرم کے ساتھیوں کے ہر حرم کے حقوق ادا کروں گا اور میری طرف سے کسی کوئی کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ میں کسی کی کسی بھی چیز کو بغیر اجازت استعمال نہیں کروں گا۔ تو اللہ رب العزت آپ کی اس مبارک صفت کی وجہ سے آپ کی عزت اور احترام آپ کے تمام طلبہ ساتھیوں کے دلوں میں ڈال دیں گے۔ بصورت دیگر جہاں آپ بے اطمینانی اور بے سکونی کافکار ہوں گے۔ وہاں ہر کوئی آپ سے اس طرح دور رہنے کی کوشش کرے گا۔ جیسے کوئی شخص کسی موزی جانور سے بیختنے کی اور دور رہنے کی کوشش کرتا ہے۔ لوگ آپ کے شر سے بیختنے کی خاطر آپ سے سلام دعا اور مل جوں رکھیں گے۔ لیکن ان کے دل آپ کے بارے میں نظرتوں سے بھرے ہوں گے۔ ایک اچھا انسان بننے کے لئے آپ اپنے ساتھ یہ طے کر لیں کہ آپ جب بھی کسی سے ملیں تو اس طریقے اور ان اخلاق سے ملیں کہ وہ آنکھہ آپ سے مٹا پسند کرے۔ آپ کے پاس بیٹھنا پسند کرے۔ آپ کے ساتھ کچھ وقت گزارنا اپنی سعادت سمجھے۔ تو انشاء اللہ آپ ہر دل عزیز فضیلت بنتے چلیں جائیں گے۔

نوال کام..... مدرسہ کے ضوابط اور قوانین

علم کی ترقی کے راستوں میں ایک ضروری چیز اس ادارے کے نظم و نص اور اصول و ضوابط کو پورا کرنا بھی ہے۔ یہ بات انظہر من المحسن ہے کہ کوئی بھی ادارہ ہو۔ وہ بغیر اصول و ضوابط کے نہیں چل سکتا اور یہ بات بھی بالکل بدیکھی ہے کہ اصول و ضوابط اجتماعی نظم کے درست رکھنے کے لئے ہوتے ہیں۔ اس لئے اپنے ادارے کے اصول و ضوابط کو پورا کرنا ہماری خونگوار زندگی کا سبب ہے گا۔ اس سے ہمارے اندر تکھار پیدا ہوگا۔ ہماری زندگی ایک مرتب نظام کے مطابق سلیمانی ہوئی گزرے گی۔ ہر کوئی ہم سے خوش ہو گا اور ہم سب سے خوش ہوں گے۔ ٹھلا اس کے لئے یہ اصول ہائیں کہ تعلیم کا وقت شروع ہوتے ہی درسگاہ میں پہنچ جانا ہے۔ کھانے کا وقت ہوتے ہی کھانے کے لئے چلے جانا ہے۔ سونے کا وقت ہوتے ہی سونے کے لئے لیٹ جانا ہے۔ درسگاہ ہو یا رہائشی کرہ، اپنی باری پر خدمت اور صفائی کرنی ہے۔ تو یقین جانئے کہ مدرسہ کے کسی استاذ کو حتیٰ کہ مدرسہ کے کسی بھی کارکن کو آپ سے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ کوئی آپ سے بھگ نہیں ہو گا۔ کسی کو آپ سے کسی حرم کی کوئی فکایت ہو گی اور نہ ہی آپ کو کسی کی طرف سے کسی حرم کی ناگواری کا سامنے کرنا پڑے گا۔

دسوال کام..... تعلق مع اللہ اور اصلاح ظاہر و باطن

ایک انتہائی اہم بات یہ ہے کہ ہماری سالہا سال کی یہ محنت اس لئے ہے کہ ہم میں سو فیصد اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے کی استعداد پیدا ہو جائے۔ الہذا عبادات کے ذریعے، مناجات کے ذریعے اور موقع محل کے مطابق اجاع رسول ﷺ کے ذریعے ہم لحہ پر الحادث تعالیٰ کے قرب میں آگے آگے بڑھ سکتے ہیں۔ آپ ﷺ کی مسنون زندگی کا کوئی گوشہ ہم سے تھنی نہ ہوا اور اسی طرح ہماری زندگی کا کوئی عمل سنت نبوی ﷺ کے خلاف نہیں ہونا چاہیے۔ یہ کوشش ہماری ہر کوشش سے زیادہ حقیقتی اور ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی سامنے رہے کہ ہم اپنی مدرسہ اور مدرسہ سے باہر کی زندگی میں اپنی طرف سے عبادات، معاملات، معاشرت، معاشرت، اخلاق اور خدمت فلکی کا ایسا نمونہ چھوڑیں کہ آپ کی مثال دے کر لوگ اپنے بچوں کی تربیت کریں۔ ہم اپنے مقام پر، اپنے گھروں میں، اپنے گھلوں میں، اپنے معاشرے میں اپنے آپ کو ایسا پیش کرنے کی کوشش کریں کہ ہمارے متعاقبین واضح طور پر، محلی آنکھوں ہمارے پارے میں یہ محسوس کریں کہ ہمارا یہ عزیز مدرسہ کی زندگی اختیار کرنے سے قبل یا سابقہ سال میں تو (اپنی عبادات، اپنے معاملات، اپنی حسن معاشرت اور اپنے اخلاق میں) ترقی کے اس معیار پر نہیں تھا جس معیار پر اب پہنچ چکا ہے۔ اس سے آپ انشاء اللہ العزیز ایک ایسے مثالی طالب علم بن جائیں گے کہ لوگ آپ کی صلاحیتوں کی وجہ سے آپ کو اپنے کندھوں پر بٹھائیں گے۔ آپ کا ادب کریں گے۔ آپ کی بات توجہ سے نہیں گے۔ آپ کے مشوروں پر عمل کریں گے۔ آپ کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھیں گے۔ اپنے فیصلوں کے لئے آپ کو حکم ہنا تا حکیم کریں گے۔ آپ کی مثالیں دے کر اپنی اولاد اور اپنے ما تھوں کی تربیت کریں گے۔ آپ کو دیکھ کر اپنی اولاد کو بھی مدارس دینیہ میں داخل کر دانے کا فیصلہ کریں گے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ رب العزت دنیا و آخرت کی سعادتیں آپ کا مقدار ہنادیں گے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو اپنی مریضیات پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمين!

فتنه عادیت اور فتنہ قادر یا نیت

آخری قط

مولانا عبداللہ مقصود

مرتد کی سزاۓ قتل سے انکار

یہ بات اسلامی قانون کے کسی واقف کا رآدمی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ اسلام میں اس شخص کی سزا قتل ہے جو مسلمان ہو کر پھر کفر کی طرف لوٹ جائے۔ ہمارا پورا دینی لٹرچر چڑشاہ ہے کہ قتل مرتد کے معاملے میں مسلمانوں کے درمیان کبھی دورائے نہیں پائی گئیں۔ نبی ﷺ، خلفاء راشدین، کبار صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ان کے بعد ہر صدی کے علماء شریعت کی تصریحات کتابوں میں موجود ہیں۔ ان سب کو جمع کر کے دیکھئے ہجتے۔ آپ کو خود معلوم ہو چائے گا کہ دور نبوت سے لے کر آج تک اس مسئلے میں ایک یہ حکم مسلسل و متواتر چلا آ رہا ہے اور کہیں اس شہر کے لئے کوئی مختلج نہیں پائی جاتی کہ شاید مرتد کی سزا قتل نہ ہو۔ عادی صاحب نے ایسے ثابت شدہ مسائل میں بھی روشن خیالی سے متأثر ہو کر اختلافی بحث کا دروازہ کھولا اور امت کے اس اجتماعی موقف سے انکار کر کے مرتد کی سزا کے بارے میں یہ امتیازی رائے انتیار کی۔ ملاحظہ ہو:

”مرتد اگر کسرا کا یہ مسئلہ محسوس ایک حدیث کا مدعانہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ ابین عباسؓ کی روایت ہے۔ ”من بدل دینا فالعلوہ“ ۶ کہ جو شخص اپنا دین تبدیل کرے اسے قتل کر دو۔ ۷ ہمارے فقہاء بالعموم اسے ایک عام حکم قرار دیتے ہیں۔ جس کا اطلاق ان کے نزدیک ان سب لوگوں پر ہوتا ہے جو زمانہ رسالت سے لے کر قیامت تک اس زمین پر کہیں بھی اسلام کو چھوڑ کر کفر انتیار کریں گے ان کی رائے کے مطابق ہر دہ مسلمان جو اپنی آزادانہ مرضی سے کفر انتیار کرے گا وہ اسے اس حدیث کی رو سے لازماً قتل کر دیا جائے گا۔ اس معاملے میں اگر ان کے درمیان اگر کوئی اختلاف ہے تو بس یہ کہ قتل سے پہلے اسے تو پر کی مہلت دی جائے گی اور اگر دی جائے گی تو اس کی حدت کیا ہونی چاہئے۔“

مزید لکھتے ہیں: ”لیکن فقہاء کی یہ رائے کسی طرح صحیح نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ حکم تو بے شک ثابت ہے۔ مگر ہمارے نزدیک یہ کوئی حکم عام نہ تھا۔ بلکہ صرف انہی لوگوں کے ساتھ خاص تھا۔ جس میں آپ ﷺ کی بحث ہوئی..... ہمارے فقہاء کی قلطی یہ ہے کہ انہوں نے قرآن و سنت کے باہمی ربط سے اس حدیث کے خاص مدعای کو سمجھنے کی بجائے اسے عام نہ کرہا کر ہر مرتد کی سزا موت قرار دی اور اس طرح اسلام کے حدود تحریرات میں ایک ایسی سزا کا اضافہ کیا جس کا وجود ہی اسلامی شریعت میں ثابت نہیں۔“ (برہان میں ۱۳۹۲ء ۱۳۳۴ء)

جادو یہ عادی صاحب کی اس مفتردا نہ رائے کے جواب میں مولانا مودودی صاحب کی عبارت پیش کرتے ہیں جن سے بقول پروفیسر مولانا محمد رفیق صاحب ”عادی بہت متأثر تھے اور کئی سال ان کی جماعت کے کارکن

رہے۔ ”مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے مرتد کی سزا پر اعتراضات کرنے والوں کے جواب میں لکھا ہے: ”ذرائع معلومات کی کی کی وجہ سے جن لوگوں کے دلوں میں شبہ ہے کہ شاید اسلام میں مرتد کی سزا قائل نہ ہو اور بعد کے ”مولویوں“ نے یہ چیز اپنی طرف سے اس دین میں بڑھادی ہو۔ ان کو اطمینان دلانے کے لئے میں یہاں مختصر اس کا شہوت پیش کرتا ہوں۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”فَإِن تَابُوا وَأَقْامُوا الصِّلَاةَ وَآتُوا الزَّكُوْةَ فَأُخْرُوْنَ الْكُمْ فِي الدِّينِ وَنَفْصُلُ الْأَيَّاتَ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ وَإِنْ نَكْفُرْنَا بِإِيمَانِهِمْ مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِنَا فَقَاتَلُوا أَنْمَةَ الْكُفَّارِ إِنَّمَا الْكُفَّارُ الْمُلْكُ لَهُمْ لِعْلَهُمْ يَنْتَهُونَ (توہہ)“ یہ آیت سورہ توبہ میں جس سلطے میں نازل ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ رہبری میں جج کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے اعلان برأت کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس اعلان کا مقصد یہ تھا کہ جو لوگ اب تک خدا اور اس کے رسول سے لڑتے رہے ہیں اور ہر طرح کی زیادتیوں اور بد عہدیوں سے خدا کے دین کا راستہ روکنے کی کوشش کرتے رہے ہیں ان کو اب زیادہ سے زیادہ چار میٹنے کی مہلت دی جاتی ہے۔ اس مدت میں وہ اپنے معاملے پر غور کر لیں۔ اسلام قبول کرنا ہوتا قول کر لیں، معاف کر دیئے جائیں گے۔ ملک چھوڑ کر لکھا چاہیں تو کل جائیں۔ مدت مقررہ کے اندر ان سے تحرش نہ کیا جائے گا۔ اس کے بعد جو لوگ ایسے رہ جائیں جنہوں نے نہ اسلام قبول کیا ہوا ورنہ ملک چھوڑا ہو، ان کی خبر تکوار سے لی جائے گی۔ اس سلطے میں فرمایا کہ اگر وہ توبہ کر کے ادائے نمازوں کے پابند ہو جائیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔ لیکن اگر اس کے بعد وہ پھر اپنا عہد توڑ دیں تو کفر کے لیڈروں سے جگ کی جائے۔ یہاں عہد ٹھکنی سے مراد کسی طرح بھی سیاسی معاہدات کی خلاف ورزی نہیں کی جاسکتی۔ بلکہ سیاق عبارت صریح طور پر اس کا معنی ”اقرار اسلام سے پھر جانا“ متعین کر دیتا ہے اور اس کے بعد ”فَقَاتَلُوا أَنْمَةَ الْكُفَّارِ“ کا معنی سوا اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا کہ تحریک ارتاد کے لیڈروں سے جگ کی جائے۔“ (مرتد کی سزا اسلامی قانون میں، مولانا مودودی ص ۲۰۲)

یہ تو تھا قرآن کا حکم، احادیث کا بھی ایک بڑا ذخیرہ ہے۔ جس میں مرتد کی سزا قائل ہی تجویز کی گئی ہے۔ صرف ایک حدیث پر اتفاقہ کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے: ”من بدل دینا فاقتلوه“ 》 جو مسلمان اپنادین بدل دے اسے قتل کر دو۔ 》 (بخاری رقم: ۶۹۲۲)

یہ حدیث حضرت ابو بکرؓ، حضرت مہمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ اور متعدد دوسرے صحابہ کرامؓ سے مردی ہے اور تمام معتبر کتب حدیث میں موجود ہے اور جتنے محدثین و فقیہاء نے اس کو نقل کیا ہے ان تمام نے اس کا مطلب بھی عام سمجھا ہے کہ ہر دور میں مرتد کی سزا قائل ہے۔ آج تک کسی محدث نے اس حدیث کے حوالے سے پرائے نہیں رکھی کہ یہ حکم صرف دور غیر مسلموں کے ساتھ خاص تھا۔

غامدی صاحب نے اس مسئلہ میں قادریوں اور دیگر فتنہ پر مرتدوں کو محفوظ راستہ دینے کے لئے بالکل ایک الگ، انوکھا اور امتیازی مذہب رائے اختیار کیا۔ اسی سے ملا جاتا مسئلہ مخالفوں کا ہے۔ اس میں بھی غامدی صاحب

نے پوری امت سے بالکلیہ ایک الگ اور شاذ راست اختیار کیا ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ صرف خبری کسی شخص یا گروہ کی بخیر کر سکتا ہے۔ کسی غیر نبی، عالم، فتنی یا مفتی کو یہ حق حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ یا گروہ کو کافر قرار دے۔ ایک سوال کے جواب میں عامدی صاحب فرماتے ہیں: ”کسی کو کافر قرار دینا ایک قانونی معاملہ ہے۔ خبر اپنے الہامی علم کی بنیاد پر کسی گروہ کی بخیر کرتا ہے۔ یہ حیثیت اب کسی کو حاصل نہیں۔“ (اشراق و عبر ۲۰۰۰ء)

یہ بالکل ناطق، بے اصل اور بے بنیاد رائے ہے۔ اس لئے کہ خلفاء راشدین سے لے کر آج تک ایسے لوگوں کی بیشہ بخیر کی گئی ہے جو ضروریات دین میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرتے رہے ہیں۔ سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے اپنے دور غلافت میں مدعاں نبوت اور مانعین زکوٰۃ کو کافر قرار دے کر ان کے خلاف جہاد کیا تھا۔ ماضی قریب میں امت مسلمہ نے اجتہادی طور پر مرز افلام احمد قادری اور اس کے بیویوں کو کافر قرار دیا تھا۔ ریاض احمد گوہر شاہی کے دعویٰ مہدویت پر پاکستان کے قریباً ایک ہزار علماء نے اسے کافر قرار دیا تھا۔ یوسف کذاب کے دعویٰ نبوت و مہدویت کرنے کے بعد حکومت پاکستان اور تمام مسلمانوں نے اسے کافر اور کذاب کہا۔ عامدی صاحب دراصل بخیر کا حق مسلمان سے چھین کر کے اپنے لئے اور اپنے تگلی بھائیوں مرزا یوں، بھائیوں وغیرہ کو حفظ راستہ دینا چاہتا ہے۔

عامدی صاحب کے ایک دو مسائل میں امت مسلمہ سے احتیازی رائے نہیں بلکہ وہ اسلام کے متوازی ایک الگ مذهب کے علم بردار ہیں۔ ایمانیات، قرآنیات، حدیث و سنت، عبادات، معاشرت، سیاست و ریاست، فقیہی مسائل اور مختلف اسلامی عقائد و اعمال کے چیزوں چیزوں مسائل کی ایک بڑی لٹ سے ہے۔ جن میں عامدی صاحب نے اپنی ڈیڑھ اعوٰض کی مسجد بنا رکھی ہے۔ سب کا احاطہ کرتا وقت اور مناسب موقع کا متباہشی ہے۔ اسی پر اتفاق کرتے ہیں۔ خداوند قدوس سے دست بدعا ہیں کہ ہمیں تادم مرگ ایمان کا مل کے ساتھ رکھے اور ایسے نئے روشن خیالوں کی خیالی روشنی سے امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔ آمين!

ختم نبوت کا نظر نس پنوعاً قل

عالیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پنون عاقل کے زیر اہتمام سالانہ ختم نبوت کا نظر نسے مرئی ہر روز جھرات بعد نماز عشاء شاہی بازار زیر سر پرستی مولانا عبدالجبار سجادہ نشین درگاہ ہائی شریف، زیر صدارت مولانا غلیل الرحمن انڈھڑہ، زیر گرانی مولانا محمد حسین ناصر، زیر انتظام قاری عبد القادر چاچی متعقد ہوئی۔ علماء کرام جن میں مولانا اسد اللہ کھوڑو، مولانا عبدالغفور بھٹو، مولانا محمد راشد مدینی، مولانا عبد اللطیف اشرفی اور مہمان خصوصی شاہزادین ختم نبوت مناظر اسلام حضرت مولانا اللہ وسا یا نے شرکت کی۔ علماء کرام نے اپنے خطاب میں کہا کہ عالیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنے والی حضور ﷺ کے چوکیداروں کی جماعت ہے جو پوری دنیا کے اندر قادر یا ندوں کو دعوت اسلام دیتی ہے۔ کا نظر نس کو کامیاب بنانے میں حافظ عبد الغفار شیخ، غلام شیریش، محمد شاہد شیخ، محمد ایاز شیخ، قاری عبد القادر چاچی، مولوی محمد حسن جتوئی، مولوی فہد علی کورانی نے بھرپور محنت کی۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب کو جائے خیر دیں۔ آمين!

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری بھٹکے درویش صفت رہنمای

شیخ نجم الصلاح

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری بھٹکے کو ہم سے جدا ہوئے تقریباً ۵۳ برس گزرنے کو ہیں۔ لیکن ان کی پاتوں اور یادوں کی تروتازگی اور بھٹکی سے آج بھی مختلیں محترم ہیں۔ جن لوگوں نے شاہ میں بھٹکے کو قریب سے دیکھا اور سنائے۔ وہ اس بات کی شہادت دیں گے کہ امیر شریعت بھٹکے سحر انگیز انسان تھے۔ جو شخص ایک مرتبہ ان کے قریب گیا۔ وہ انہی کا ہو کر رہ گیا۔ جس نے ایک مرتبہ شاہ میں بھٹکے کو سنا۔ وہ ان کا گرد ویدہ ہو گیا۔

اس نے اپنا ہنا کے چھوڑ دیا

کیا اسی رہائی ہے کیا رہائی ہے

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری بھٹکے کی ذات گرامی بے شمار کمالات، خصوصیات اور حواس کا مجموعہ تھی۔ جن کا احاطہ ایک مختصر مضمون کے اندر نہیں کیا جاسکتا۔ بر صیر پاک و ہند میں یوں تو بے شمار سیاسی، دینی اور سماجی رہنماؤں نے نام پایا۔ لیکن حضرت شاہ میں بھٹکے کو اللہ تعالیٰ نے جن خوبیوں، صلاحیتوں سے نوازا تھا وہ کسی اور رہنمای کے حصہ میں آئیں۔ امیر شریعت بھٹکے اپنی ذات میں ایک انجمن، ایک ادارہ اور ایک تحریک تھے۔

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری بھٹکے کیم ریاست الاقول ۱۳۱۰ھ جمعہ کے دن صبح پہنچ ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ پہنچنے میں قرآن مجید حظٹ کر لیا۔ اوائل عمری میں عوامی ملنگ اور ہونہار خلیفہ کی حیثیت سے نمودار ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے خطابت کے میدان میں ایسے چھائے کہ بر صیر کے سیادی و دینی طقتوں کے دیہینہ اور کہہد مشق خلیفوں کی خطابت کے چاغ ان کے سامنے ٹھمانے لگے۔ حضرت شاہ میں بھٹکے کی خطابت، فصاحت و بیافت، روائی و جوانی کے علاوہ اخلاق، جرأت، بے باکی اور حق گوئی سے آراستہ و ہبہراست تھی۔ جوں جوں آپ بھٹکے کی خطابت کے جو ہر کھلتے گئے توں توں انہیں عوامی طقتوں میں پڑیا تھی۔ یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آیا کہ حضرت شاہ میں بھٹکے آتش بیانی اور شعلہ نوائی میں بے تاج پادشاہ کی حیثیت سے سامنے ہوئے دلوں پر راج کرنے لگے۔ شاہ صاحب بھٹکے کی خطابت کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ انہیں علاقائی زبانوں پر مکمل عبور حاصل تھا۔ دہلی اور لکھنؤ میں تقریب کرتے تو اہل زبان اردو دوسری بھول جاتے۔ لاہور، گوجرانوالہ میں مخاطب ہوتے تو تھیں پہنچانی یوں لئے۔ مہان کے گرد و نواح میں سرائیں ایسی بولتے گویا یہیں کافیہ ہیں۔ حضرت شاہ میں بھٹکے کی خطابت حق رسالت سے عمارت تھی۔ سرکار دو عالم بھٹکہ کا ذکر آتا، تو ایک بار ہو جاتے۔ سیرت بیان کرتے تو قرون اولی کے ورق پلٹ دیتے، سنتے والے خود کو مکہ اور مدینہ کی گلیوں میں گھومتا پاتے، مولانا فخر علی خان بھٹکے نے شاہ میں بھٹکے کو سناتے تو بے اختیار پکارا گئے:

بل بل چک رہا ہے ریاض رسول میں

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے پاس اصلی دولت مشق رسالت کی تھی۔ وہ رحمت دو عالم کی محبت اور احتجاج کو ہی دین کرتے تھے۔ شاہ میں کہتے ہیں کہ شاہ میں نے ساری زندگی خواجہ شریب و بعلمائی کی حرمت پر کٹ مرنے کے ہمدرد میں بسر کی اور اسی کا مسلمانوں کو درس دیا۔ شاہ میں کہتے ہیں کہ اور پکے عاشق رسول تھے۔ وہ بہاگ دل کہا کرتے تھے کہ نبی کی گستاخی کرنے والی زبان نہ رہے یا سننے والے کان نہ رہیں۔ شاہ میں کہتے ہیں کہ جملہ تھا جس کو سن کر عازی علم الدین شہید کے مصحف کے ناپاک وجود کو ختم کر دیا تھا۔ شاہ میں کہتے ہیں کہ رحمت کو نہیں کیا تھا سے کس درجہ مشق تھا۔

یہ سرکار دو عالم کے سے تعلق خاص اور بے پناہ مشق و محبت کا نتیجہ تھا کہ شاہ میں کہتے ہیں نے ساری زندگی اگر بز اور اگر بز کے خود کا شہزادہ پوادا کے خلاف جہاد میں بسر کی۔

حضرت شاہ میں کہتے ہیں آزادی وطن کے بعد جس مسئلے کی طرف خصوصی توجہ دی وہ قادیانیت کا حامی سہرا اور عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ تھا۔ قادیانی فتنہ کے خلاف ان کی عصیت اور نفرت کی فرقہ وارانہ متفہد یا افساد کے چذبے کے تحت نہ تھی۔ بلکہ وہ علامہ اقبال کے نظریہ کے مطابق قادیانیت کو اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک بڑی سازش اور فتنہ سمجھتے تھے۔ شاہ میں کہتے ہیں نے سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد کا پوسٹ مارٹم کیا اور مسلمانوں کے سامنے ان کی قلمی کھوئی۔ پھر قادیانیوں کے سیاسی عزم کو بھانپتھے ہوئے انہیں بے نقاب کیا۔ اس دور میں اگر بز سرکار کی سرپرستی میں پلتے والی جماعت کو لکھا رہا اور ان کے عقائد عزائم کے تاریخ پوڈ بکھیر دیا بہت بڑا کارنامہ تھا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مجاہدانہ اور سرفروشانہ چذبے کے ساتھ اس فتنہ ممالک کے خلاف جہاد جاری رکھا۔ شاہ میں کہتے ہیں اپنے مشن میں اتنے تفصیل تھے کہ اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے انہوں نے تمام مکاحب غیر کے علماء زمیں اور رہنماؤں کو ایک پیٹھ قارم پر اکٹھا کیا۔ ختم نبوت کی تحریک میں شاہ میں کہتے ہیں اور یادگار کردار ادا کیا۔ جس کے نقوش رہتی دنیا تک باقی رہیں گے۔

۱۹۵۳ء کی تحریک میں شاہ میں اگرچہ جسمانی و اعصابی طور پر کمزور پڑ گئے تھے۔ لیکن انہوں نے بڑھاپے اور بیماری کے باوجود صبر و استقامت کا شاندار مظاہرہ کیا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مکان سے اپنے رفقاء مولانا سید ابو الحسن قادری، ساجزادہ سید فیض الحسن، ماسٹر ایج الدین انصاری، سید مظفر علی شمشی، مولانا عبد الرحیم عاجز اور مولانا لال حسین اختر کے ہمراہ گرفتار کئے گئے۔ پر نہنہٹ جیل خان عتایت اللہ خاں حیدر آبادی نے شاہ میں کہتے ہیں کہ آپ حضرات کو جن کوٹھریوں میں لئے گئے ہیں یہ وہی یادگار کوٹھریاں ہیں جہاں ۱۹۱۲ء میں مولانا محمد علی جو ہر بیکھڑے، مولانا حسین احمد مدینی، مولانا شوکت علی اور ڈاکٹر سیف الدین کچلوڑہ پکے ہیں۔ یہ نویدن کر شاہ میں کی آنکھوں میں سرست و انبساط کے آنسو چکنے لگے۔ کوٹھریوں کی دیواریں زبان حال سے بر طاتوی سامراج کے قلم و ستم کی تاریخ بیان کرنے لگیں۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور ان کے رفقاء کے لئے اس سے بڑھ کر اور اعزاز کیا ہوگا کہ وہ ان کوٹھریوں میں مقید کئے جا رہے تھے۔ جہاں کا چھپا اور ذرہ آزادی کے مجاہدوں اور سرفروشوں کی خوبیوں سے محطر تھا:

کچھ بوئے ہم نفساں آتی ہے دیواروں سے
کیا کیا لوگ تھے زندگی میں بھی ہم سے پہلے

آخر اگست ۱۹۶۱ء کو یہ ظیم المرجت انسان، لوگوں کے قلب و ہجر کو مسخر کرنے والا خلیب ملک را ہی عدم ہوا۔ ان کے جنازے کو دیکھ کر ابن تیمیہ کے جنازے کی یاد تازہ ہو گئی۔ ملان شہر کی وسعت شاہی مسجد کے عقیدت مندوں اور ماننے والوں کے ہجوم سے ٹھیک دام کی نکایت کرنے لگی۔ غمزدہ انسانوں کا ایک ہجوم تھا جس پر درویش بخاری مسجد کی میت کی چار پائی تیرتی ہوئی چاری تھی۔ انہیں پرد خاک کیا گیا تو ان کے ساتھی ایک صدی کی تاریخ بھی دفن ہو گئی۔

نمaz جنازہ سے فراحت کے بعد حضرت امیر شریعت مسجد کا جسد خاکی دولاکھ سے زائد انسانوں کے کندھوں پر اپنی آرام گاہ کی طرف روانہ ہوا۔ چند قدموں کا فاصلہ طے کر کے جلال پا کری قبرستان کے ابتدائی کونے پر مسجد مکتبی کے دینے ہوئے وسیع خط اراضی کو امیر شریعت مسجد کا خاندانی قبرستان قرار دے کر سورج کی آخری کرنوں کے دیکھتے دیکھتے لاکھوں انسانوں کی آنسوؤں سے بھی ہوئی سیکڑوں منٹی تے لہ میں اتار دیا گیا۔

محمد کی سیرت کا پیغمبر خدا کے سنیے سناتا ہوا
بڑی منزلیں کر گئے طے علم کی
گھری دو گھری کے لئے سو گیا
نہایت اہم سوچ میں کو گیا
(عدم)

مغل فرمانرواؤں کے زوال کے ساتھ ۱۶۰۸ء کو جب ہندوستان کے تحت پر فرگی عروج اگڑا ایساں لینے گا اور آہستہ آہستہ یہ سورج وقت کے تمام ستاروں کو مات دے کر اپنی چک کے سکھان پر آپیٹھا۔ شیخ و برہمن کی تشیع کے تمام دانے نوٹ کران کے قدموں میں آن گرے۔ ہندوستان کا تحت طاؤس اور کوہ نورہ بیرے کی چک دونوں قلائی کی زنجیر میں جگزے گئے۔ یونین جیک کی اڑائیں لال قلعے کی تھمت پر چڑھ کر گنگا و جمنا کے پوت پانیوں میں زہر گھولنے لگیں۔ مسجد کی اڑائیں کلیساوں کی آواز میں دب کر رہ گئیں۔ ایوان فرگی کا ایک ایک قانون ججازی قلعے کے نقش پا پر اپنی تینی میارت استوار کرنے لگا تو ایمان کی ایک لگاہ اٹھی جس نے خون جگر کی آمیزش سے اس قدر آنسو بھائے کے سارا ہندوستان روپڑا۔

یہ آنسو حضرت شاہ ولی اللہ مسجد کے آنسو تھے۔ انہی آنسوؤں سے پھر ۱۸۵۷ء کے بعد بھی محمود احسن مسجد نے جنم لیا اور کبھی قسم ہاتھوی مسجد کی پیدائش ہوئی۔ صیدالله سندھی مسجد اور حسین احمد دنی مسجد بھی اس کو کھکے (لال) حل تھے۔ محمد علی جوہر مسجد، ابوالکلام آزاد مسجد، غفران علی خان مسجد، مفتی کنایت اللہ مسجد اور احمد سعید مسجد بھی اس قلعے میں شامل ہوتے گئے۔ تا آنکہ اس زنجیر کی آخری کڑی امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری مسجد تھے۔ یہ زنجیر اپنی آخری کڑی سیت ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء شام چونچ کر چکپن منٹ کو اپنی تاریخ مکمل کر گئی۔

خدا رحمت کند ایس عاشقان پاک طینت را

گیارہ عظیم عالمی شخصیات

قط نمبر: ۱

مولانا سید محمد زین العابدین

یہ دنیا جس میں ہم آپ رہ بس رہے ہیں اور آزادی کے ساتھ اپنے عقیدہ، ذوق، صلاحیت اور وسائل و امکانات کے ساتھ اپنے فرائض منصی ادا کر رہے ہیں۔ اپنے ہم وطنوں اور اپنے ہم عصروں کے ساتھ مہذب اور شریفانہ اور پر سکون و خوفگوار زندگی گزار رہے ہیں۔ اسی کے ساتھ علمی و تدریسی، تصنیفی و تحقیقی، جگہ باتی و اکتشافاتی میدان میں بھی اپنے اپنے درجہ اور حوصلہ کے مطابق حصہ لیتے ہیں۔ اس کی زندگی اور اس کے ماحول کو اس سے بہتر، اس سے زیادہ محفوظ و پر امن، اس سے زیادہ خوفگوار و پر سکون اور اس سے زیادہ ترقی یافتہ و معیاری بنانے کی امگ اور خواہش رکھتے ہیں۔ یہ دنیا اور یہ کرۂ ارض جس پر ہم رہتے ہیں۔ ہمیشہ سے ایسا معتدل، پر سکون، سنجیدہ و پاؤقار، متحمل و روا دار، فکری و تعمیری خدمات انجام دینے، اپنے اپنے عقیدہ و مسلک کے مطابق زندگی گزارنے، ایک دوسرے کا احترام و اعتراف کرنے اور بھائے باہم کے لئے ہمیشہ تیار رہیں تھا۔

یقیناً کچھ شخصیات ایسی ضرورتیں کہ جن کو حق جل و علا نے اس نظام کرہ، ارض کی دریگی کے لئے منتخب کیا۔ جن میں سے کچھ انجیاء کے نام سے یاد کے گئے۔ کچھ ان کے اصحاب کے نام سے اور کچھ ان کے قبیلے سے۔ انہوں نے رہتی دنیا تک کے لئے اپنی مختاروں کے اثرات و ثمرات چھوڑے۔ وہ اپنے اپنے دور کے بااثر ترین افراد کہلائے۔ بلاریب اس دنیا کی سب سے بااثر شخصیت محدث رسول اللہ ﷺ کی ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے نہ صرف نوع انسانی کو دنیا و آخرت کے ہر نقصان سے بچانے بلکہ انسانیت کو اعلیٰ سے اعلیٰ مقام تک پہنچانے کا دشوار ترین اور تازگ ترین کام کیا۔ اس میں سو فیصد کامیاب ہوئے اور اپنے بعد بھی لاکھوں کی تعداد میں ایسے کامل افراد کی کمپ چھوڑی جو اپنے عہد کے بااثر اور ممتاز ترین افراد میں شمار ہوئے۔ غرض ہر دور اور زمانہ میں کچھ نہ کچھ شخصیات ایسی ضرور روئے زمین پر موجود رہیں۔ جنہوں نے تاریخ کے دھارے موڑے اور قوموں کے نقشے بدلتے ہیں۔

اسکی ہی کچھ شخصیات کا تذکرہ آج مقصود ہے۔ اردن کے تحقیقاتی ادارہ رائل اسلامک اسٹریٹجک اسٹڈیز کنٹری نے سال (۲۰۱۳ء) کے آخر میں اس سال کی مسلم دنیا کی پانچ سو ممتاز اور بااثر ترین شخصیات کی فہرست شائع کی۔ اس فہرست میں ایسے پانچ سو مسلمان شخصیات کے نام شامل کئے گئے ہیں جو مسلم ممالک کے دینی، سیاسی اور معاشری ماحول پر اثر اداز ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ جن کے قابلے اور خیالات تمام عالم اسلام میں اہم اور قائدہ مند مانے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک عظیم شخصیات کو ہم اپنی تحریر میں دعوت شرکت دے رہے ہیں۔ ظاہر ہات ہے کہ تمام یہ شخصیات کا تذکرہ ہمارے بس میں ہے اور نہیں ان صفات میں ان کی گنجائش ہے۔ البتہ یہاں جن گیارہ شخصیات کو چنا گیا ہے۔ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ پورے عالم اسلام میں بااثر ہونے کے ساتھ ساتھ ہر حلقة میں محترم بھی ہیں۔ نیز احترم کی ناقص رائے میں یہ وہ شخصیات ہیں جو عالمی سطح پر مسلمانوں کے لئے سرمایہ ہیں۔

پہلے ان کے نام (مع ان کو شمار کئے جانے والے نمبر کے) ملاحظہ فرمائیں:

ترکی کے موجودہ صدر طیب اردوغان چھٹے نمبر پر ہیں۔ عالمی تبلیغی جماعت پاکستان کے موجودہ امیر حاجی محمد عبد الوہاب نویں نمبر پر ہیں۔ مفتی اعظم سعودیہ شیخ عبدالعزیز بارہویں نمبر پر ہیں۔ جمیش (ر) شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقیٰ ۵۵ نامی نائب رئیس و شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم کراچی انسیوسیں نمبر پر ہیں۔ جمیت علماء ہند کے سید یحییٰ جزل اور شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدینی کے پوتے مولانا سید محمود احمد مدینی چننا یوسیں نمبر پر ہیں۔ اس کے بعد بغیر کسی نمبر کے جو شخصیات شامل ہیں۔ ان میں شیخ عبد الرحمن السد لیں امام کعب، جمیت علماء اسلام پاکستان کے امیر مولانا فضل الرحمن، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر شیخ الحدیث مولانا سالم اللہ خان، جمیت علماء ہند کے امیر اور شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدینی کے اس وقت بڑے صاحبزادے مولانا سید ارشاد مدینی، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ناظم مولانا سید محمد راجح حسینی عدوی اور عالمی تبلیغی جماعت کے رہنماء مولانا طارق جیل شامل ہیں۔ آئیے ذرائع شخصیات کی حیات و خدمات کا جائزہ لیں:

۱..... طیب اردوغان صدر ترکی

طیب اردوغان ۱۹۵۲ء کو ترکی میں پیدا ہوئے۔ وہ اس وقت مسلم دنیا کے واحد لیڈر ہیں جن کے ملک کی خواہی اکثریت ان سے مطمئن بلکہ بے انتہاء خوش ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے ملک کے ایک چھوٹے سے میر ہونے کے بعد دو مرتبہ وزیر اعظم منتخب ہو کر اب بھاری اکثریت سے صدر منتخب ہوئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے زیر اثر علاقوں میں ضروریات روزمرہ میں سے زندگی کی اکثر و پیشتر ضروریات کو بہولت عوام کے لئے مبیا کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ نہ ہی احتیار سے بھی غیرو واقع ہوئے ہیں۔ سب سے پہلے انہوں نے ہی فلسطینی علاقوں میں اسرائیلی درندگی کی بھرپور نہاد کر کے یہود کو دھمکایا تھا اور عملًا فلسطینی مسلمانوں کی مدد کر کے مسلم دنیا کے حکرانوں کے لئے عمده مثال قائم کی۔ پھر جب بھارت نے پاکستان کے پارڈروں پر بلاوجہ لوگوں کو شہید کیا تو اس حرکت پر بھی سب سے پہلے طیب اردوغان نے ہی کلمہ حق بلند کر کے کہا کہ: ”پاکستان پر حملہ ترکی پر حملہ تصور ہوگا۔“ اس شخصیت نے اپنے ملک سے جاپ پر سابقہ پابندی حکم کی اور انتہائی پانگ کے ساتھ ملک کو کرپشن اور دیگر جرائم سے پاک کیا۔ لوگوں کو منفعت تعلیم مبیا کی۔ بے حد ہوشیاری و سمجھداری سے ملک کے بدمعاشوں کو چاہے وہ فوجیوں کے روپ میں تھے یا عدیلہ میں یا کسی سرکاری و فوجی محلہ میں۔ ان کے خلاف کارروائی کر کے ان کو ان کے جرم کی سزا دلو اک عوام کے ساتھ انصاف کیا۔ تبلیغی جماعتوں کو حکم خلاویں دے دے کر اپنے ملک میں دینی کام کی راہ ہموار کی۔ یہی وجہ ہے کہ طیب اردوغان آج مسلمانوں کے محبوب و مقبول لیڈر ہیں۔ حق تعالیٰ کامل راست روی واستقامت نصیب فرمائیں۔ آمین!

۲..... حاجی محمد عبد الوہاب امیر عالمی تبلیغی جماعت پاکستان

حاجی محمد عبد الوہاب اس وقت عالمی تبلیغی جماعت کے پیٹ فارم سے نہ صرف مسلم دنیا میں معروف و ممتاز

ہیں بلکہ غیر مسلم ممالک میں بھی ان کی مقبولیت کا سورج نصف الہار پر ہے۔ ہمارے اندازہ میں اسکی فضیلت پوری دنیا میں نہیں ہوگی کہ جس کا سوائے اللہ کے کوئی آگے ہونہ پچھے۔ جس نے دین کے لئے سب کچھ چھوڑ دیا ہو۔ رسمی تعلق بھی باقی نہ رہا ہو۔ جس کی سوچ و چیزوں اور خیالات و فکر کا محور اور دائرہ امت کی اصلاح و تکریب ہو۔ میرے خیال میں یہ شخص ایک کپ چائے بھی اللہ جل شانہ کے حکم اور سنت نبویؐ کے بغیر نہیں پیدا ہو گا۔

حاجی محمد عبد الوہاب ۱۹۲۳ء کو دہلی تحدہ ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی دینی و عصری تعلیم حاصل کر کے اسلامیہ کالج لاہور میں داخل ہوئے۔ وہاں عصری علوم کی تحریک کے تھیلیل دار کے مددے پر فائز ہوئے۔ ابتداء مجلس احرار اسلام سے وابستہ ہوئے۔ پھر مولانا محمد الیاس کا نڈھلویؐ کی حیات ہی میں تبلیغی کام سے ملک ہو کر فنا فی التبلیغ ہو گئے۔ یہاں تک کہ تو کری بھی چھوڑ دی۔ اولاد کوئی تھی نہیں۔ اہلیہ کا کچھ عرصہ کے بعد انتقال ہو گیا۔ حق تعالیٰ نے ہر طرف سے آپ کو تبلیغ کے لئے عافیت عطا فرمادی۔ یوں آپ نے اپنے کو تبلیغ کے لئے وقف کر دیا۔ الحاج بھائی محمد شفیع قریشی اور جناب الحاج بھائی محمد بشیریؒ رحلت کے بعد ۱۴۹۲ھ میں پاکستان کے تبلیغی کام کے فعال امیر مقرر ہوئے۔

بیعت کا تعلق حضرت مولانا عبدالقدیر رائے پوریؐ سے تھا اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ ایک قول کے مطابق حضرت مولانا احمد علی لاہوریؐ سے بھی خلافت حاصل ہوئی۔ یوں اس وقت آپ ہر دو مشائخ کے پاکستان میں آخری خلیفہ ہیں۔ آپ کی قریب قرب ایک صدی پر محیط پوری زندگی دعوت و عزیت سے عبارت ہے۔ آپ نے مردہ طریق پر درس نظامی کی کتب نہیں پڑھی ہیں۔ چنانچہ آپ باقاعدہ عالم نہیں کھلاتے۔ لیکن جب جمع عام میں بیان کرنے کے لئے بیٹھتے ہیں تو محسوں ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ نے آپ کو علمِ لدنی عطا فرمایا ہے۔ واقعی یہ ہے کہ ہم نے آپ سے ایسے ایسے دوستی مسائل میں ان کی جزئیات کے سے ہیں جس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کسی جید عالمِ ربانی سے کم بھی نہیں ہیں۔ یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ تبلیغی جماعت میں یہ صفت آپ سے شروع ہو کر آپ پر ہی ختم ہو گئی ہے۔

حاجی محمد عبد الوہاب اور ان جیسے دوسرے حضرات نے اس راہ و قائمی جو تبلیغیں اٹھائی ہیں، جو علی و ترشی برداشت کی ہے، جن مصائب و مشکلات سے گزرے ہیں۔ ہم جیسا اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اللہ کے دین کے لئے پورا پورا دن بھوکا پیاسا پیول چل کر ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا اور لوگوں کی باتیں، گالیاں سن کر ماریں کھانے کے پاؤ جو دن، دین کی محنت ان پر کرنا۔ ان کے لئے معمولی بات تھی۔ حق تعالیٰ ان کو اپنی شایان شان بدله عطا فرمائے۔ حضرت حاجی صاحب اس وقت تبلیغی جماعت پاکستان کے امیر ہونے کے ساتھ ساتھ پوری دنیا کے غالی کام اور غالی امیر حضرت مولانا محمد سعد کا نڈھلویؐ کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ آپ کا ۱۹۳۷ء سے مستقل قیام رائے و نظر کریں ہوتا ہے۔

۳..... شیخ عبدالعزیز مفتی اعظم سعودیہ

شیخ مفتی عبدالعزیز ۱۹۲۳ء کو سعودی عرب میں پیدا ہوئے۔ قریباً تیس سال سے خطبہ حج ارشاد فرمائے ہیں۔ جہاں یہ پوری دنیا کے مسلمانوں سے مخاطب ہوتے ہیں۔ یہ ایک بردبار، حليم الطبع اور منفرد لیڈر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے خطبتوں میں ہمیشہ مسلمانوں کو رواداری اور فرقہ واریت سے دوری کا درس دیا ہے۔

انہوں نے سعودیہ کے کمل شرعی معاملات و مسائل کو سنبھالا دیا ہے۔ انہی کی زیر گرانی بڑے بڑے شیوخ دینی فرائض انجام دیتے ہیں۔ ہماری رائے میں سعودیہ کا منطقی اعظم ہوتا ہی ان کے لئے سب سے بڑے اعزاز کی بات ہے۔ ظاہر ہے کہ اسی عہدے پر قائز ہونے کی وجہ سے وہ ایک با اثر شخصیت کی حیثیت سے دلوں میں جگہ رکھتے ہیں۔

۲۔ جمیل (ر) شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی

غور کیا جائے تو بات الکی ہی ہے کہ مفتی محمد تقی عثمانی ایک کامل الصفات انسان ہیں۔ جو دینی علوم کے ساتھ ساتھ دینوی فتوں پر بھی دسترس رکھتے ہیں۔ جو تقریر کے ساتھ ساتھ تحریر میں بھی کمال درجے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ وہ لوگوں کے ظاہری اور دینوی جھٹکوں کے فیصلے تو کرتے ہی رہے ہیں۔ ساتھ ساتھ باطنی اور روحانی امراض کا علاج بھی کرتے ہیں۔ وہ دینی علوم کی تدریس بھی کرتے ہیں اور دوسری طرف اسی مہارت کے ساتھ چدید فتوں کے پیچھے بھی دیتے ہیں۔ غرض وہ عالم بھی ہیں، مفتی بھی ہیں۔ وہ مقرر بھی ہیں اور محدث بھی ہیں۔ وہ مقرر بھی ہیں، محروم بھی ہیں۔ وہ مقرر بھی ہیں، مدرس بھی ہیں۔ وہ جمیل بھی ہیں اور پیچھرا بھی ہیں۔ بھی وہ تفسیر قرآن لکھتے نظر آتے ہیں تو بھی روحانی توبگی بخاری شریف پڑھاتے نظر آتے ہیں۔ بھی وہ امت کے مسائل چدیدہ حل کرتے نظر آتے ہیں تو بھی روحانی مریضوں کا علاج کرتے نظر آتے ہیں۔ غرض ہمارے بس میں نہیں ہے کہ ان کی خدمات جلیلہ کو کماحت پیان کریں۔ لیکن یہ بات تو اپنی جگہ مسلمہ ہے کہ مفتی محمد تقی عثمانی کی دنیاۓ عالم میں مقبولیت کی بڑی وجہ ان کا دینی علوم کے ساتھ دینوی فتوں میں ماہر ہو کر ہر یہ اس میں آگے سے آگے بڑھنا اور اپنی ان خدمات کے ذریعہ لوگوں کو فائدہ پہنچانا ہے۔ مفتی محمد تقی عثمانی عالم اسلام کے مایہ ناز عالم اور جیہ فقیہ ہیں۔ آپ کا شمار عالم اسلام کی چند چوٹی کی علمی شخصیات میں ہوتا ہے۔ آپ اسلامی فقہ اکیڈمی، جدہ کے نائب صدر اور جامعہ دارالعلوم کراچی کے نائب ہمیشہ بھی ہیں۔ اس کے علاوہ آپ اسٹیٹ بیک کے شریعہ بورڈ کے ممبر اور کئی غیر سودی میکوں کے معاملات کے گران بھی ہیں۔ مفتی محمد تقی عثمانی تحریک پاکستان کے عظیم رہنماء اور مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی کے سب سے چھوٹے فرزند اور موجودہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانی کے برادر صغری ہیں۔

آپ کی بیوی اش ۱۹۳۲ء میں ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش ضلع سہارنپور کے مشہور قصبہ دیوبند میں ہوئی۔ آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم مرکزی جامع مسجد تھانوی جیکب لائن کراچی میں مولانا احتشام الحق تھانوی کے قائم کردہ مدرس اشرفیہ میں حاصل کی۔ پھر آپ نے اپنے والد بزرگوار کی گرانی میں جامعہ دارالعلوم کراچی سے درس نکالی کی تعلیم کمل کی۔ جس کے بعد ۱۹۶۱ء میں اسی ادارے سے ہی فتح میں تخصص کیا۔ بعد ازاں جامعہ بخارا میں عربی ادب میں ماسٹرز اور جامعہ کراچی سے وکالت کا امتحان نمایاں نمبروں سے پاس کیا۔ آپ نے اپنے وقت کے تقریباً تمام جیہ علامہ سے حدیث کی اجازت حاصل کی۔ ان علامے میں خود ان کے والد مفتی محمد شفیع عثمانی کے علاوہ مولانا محمد اورلس کا نڈھلوی اور مولانا محمد زکریا کا نڈھلوی شامل ہیں۔

مفتی صاحب کے والد بیوی آپ کی روحاںی تربیت کے حوالے سے گلرمند رہے تھے۔ اسی بابت آپ نے مفتی صاحب کو اپنے وقت کے ایک بڑے شیخ اور عارف بالله اکرم محمد عبد الحنفی عارفی کی محبت اختیار کرنے اور ان

سے روحانی تعلق استوار کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے والد کے حکم پر شیخ کی صحبت انتیار کی تو کچھی عرصے میں ان کی شخصیت سے اتنے ہٹاڑ ہوئے کہ فوراً ہی ان سے بیعت ہو گئے۔ پھر آپ اپنے شیخ کے خاص مریدوں میں شمار ہونے لگے۔ عارف باللہ ذکر محمد عبدالحقی عارفی نے آپ کو خلافت بھی عطا فرمائی۔ جبکہ کچھی عرصہ کے بعد مولانا مسیح اللہ خان کی طرف سے بھی تجدید اجازت ہوئی۔ مفتی محمد تقیٰ ہٹانی تدریس کے شعبے سے بھی وابستہ ہیں۔ آپ جامعہ دارالعلوم کراچی میں صحیح بخاری، فتح اور اسلامی اصول میہشت پڑھاتے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف ملکی و غیر ملکی جامعات و مقامات پر اپنے بیہاں آپ کے خطبات کا انتقام کرتی رہتی ہیں۔ آپ گزشتہ پذرہ سالوں سے جامعہ دارالعلوم کراچی میں درس بخاری دے رہے ہیں۔ پہلے آپ ایک فقیر کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ اب دنیا آپ کو ایک محدث کی حیثیت سے بھی جانتی ہے۔ بھی وجہ ہے کہ علماء نے آپ کو شیخ الاسلام کا لقب عطا کیا ہے۔

شہید جزل محمد نیاں الحق نے ۱۹۷۳ء میں ۱۹۷۷ء کے دستور نئت کے مطابق ڈھانے کے لئے ۱۹۷۳ء کے آئین کی روشنی میں ایک مشاورتی بورڈ "اسلامی نظریاتی کونسل" کی بنیاد رکھی۔ مفتی محمد تقیٰ ہٹانی اس کونسل کے ہانی ارکان میں سے ہیں۔ آپ نے قرآن مجید میں بیان کردہ "اللہ کی حدود اور ان کی سزاووں" پر عملہ درآمد کے لئے حدود آرڈیننس کی تیاری میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے سودی نظام بینکاری کے خاتمے کے لئے بھی کئی سفارشات پیش کیں۔ مفتی محمد تقیٰ ہٹانی وکالت کی سند حاصل کرنے کے بعد طویل عرصے تک پاکستان کے عدالتی نظام سے وابستہ رہے۔ آپ ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۲ء تک وفاقی شرعی عدالت اور ۱۹۸۲ء سے ۲۰۰۲ء تک پریم کورٹ آف پاکستان کے شریعت ائمہیت شیخ کے نجی رہے ہیں۔ آپ شریعت ائمہیت شیخ کے منصب اعظم اور پاکستان کے قائم مقام منصب اعظم بھی رہے۔ آپ نے بھیتی نجی کئی اہم فیصلے کئے۔ جن میں سود کو غیر اسلامی قرار دے کر اس پر پابندی کا فیصلہ ب سے مشہور ہے۔ ۲۰۰۲ء میں اسی فیصلے کی پاداش میں سابق ڈائیکٹر جناب جزل پر ویز مشرف نے آپ کو آپ کے مددے سے برطرف کر دیا تھا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے "ربا" یعنی سود کو حرام قرار دیا ہے۔ ایسی صورت میں جب چدید معاشری نظام کی اساس چدید بیکٹنگ ہے۔ جس کا پورا ڈھانچہ سود کی بنیادوں پر کھڑا ہے۔ مسلمان ملکوں میں اللہ کی نافرمانی کی زدوں میں آئے بغیر معاشری سرگرمیوں کو جاری رکھنا ایک مستقل مسئلہ تھا۔ لیکن اب مفتی صاحب کی مجددادنہ کوششوں کی بدولت یہ مستقل طور پر حل ہو چکا ہے۔ مفتی صاحب نے شریعت کے حدود میں رہ کر بینکاری کا ایسا نظام وضع کیا ہے جو عصر حاضر کے تمام معاشری تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ مفتی صاحب کے اس نظام کو اسلامی فتح اکیڈمی کی محفوظی کے بعد ساری دنیا میں نہایت تیزی سے اپنایا جا رہا ہے۔

مفتی محمد تقیٰ ہٹانی کا نام بھلی مرجبہ اس وقت عوایی سلسلہ پر سامنے آیا جب آپ نے محدث الصحر علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کی پدائیت پر ۱۹۷۳ء کی قادیانی خالف تحریک میں اپنا اہم کردار ادا کیا۔ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی اس تحریک میں آپ نے مولانا مسیح الحق کے ساتھ مل کر ایک دستاویز تیار کی جو قادیانیوں کے خلاف پاریمان میں پیش کی گئی۔ ۱۱/۹ کے بعد جب پر ویز مشرف کی حکومت نے پاکستان کو سامراجی مقاصد کے سامنے قربانی کے کمرے

کے طور پر بیش کیا تو مفتی صاحب نے اس معاملے پر اپنے کالموں اور بیانوں کے ذریعہ کھل کر خلافت کی۔ آپ نے افغانستان کی اسلامی ریاست پر امریکہ کے حملہ کو طاغوتی سارماج کا تیری دنیا کے مالک کی خود بھاری پر حملہ قرار دیا۔ حقوق نسوان میں ترمیم اور لال مسجد کے معاملے پر بھی کھل کر انہمار خیال کیا اور حکومتی موقف کو جھوٹ اور دعا کا پاندہ قرار دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی پر سخت روکن کا انہمار کیا اور فتحی وی پر آ کر ان شیطانی فتنوں کی نہادت کی اور عوام کو توہین کے عمل میں ملوث ممالک کا معاشی بایکاٹ کرنے کا فتویٰ دیا۔ مفتی صاحب نے ۱۸ افروری کے احتفاظات کے بعد پر ویز مشرف سے استغفاری کا مطالبہ بھی کیا۔

آپ کی چند تصنیفات کے نام: آسان ترجمہ قرآن (توضیح القرآن) مع تشریحات کھل میں جلدیں، آسان نیکیاں، انگلیس میں چند روز، اسلام اور سیاست حاضرہ، اسلام اور چدت پسندی، اکابر دیوبند کیا تھے، تکلید کی شرعی حیثیت، پر نور دین، تراشے، باطل کیا ہے، چنان دیدہ، دنیا میرے آگے، سفر در سفر، حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق، جنت حدیث، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، فرد کی اصلاح، علوم القرآن، ہمارا معاشی نظام، نمازیں سنت کے مطابق پڑھیں، عدالتی فیصلے، عیسائیت کیا ہے، درس ترمذی، غیر سودی بینکاری متعلقہ فقیہی مسائل کی تحقیق اور افکالات کا جائزہ، نقوش رفتگان۔

۵.....مولانا سید محمود احمد مدینی سیکریٹری جزء جمیعت علماء ہند

آپ ۲۳ مارچ ۱۹۶۳ء کو مولانا سید احمد مدینی بن مولانا سید حسین احمد مدینی کے گھر میں پیدا ہوئے۔ دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کر کے وہیں سے فاتحہ فراغ پڑھا۔ مولانا سید محمود احمد مدینی اس وقت اس جگہ پر ہیں اور وہ خدمات انجام دے رہیں جو ان کے والد مولانا سید احمد مدینی فدائے ملت کے مہدے پر فائز ہو کر دیتے تھے۔ مولانا سید محمود احمد مدینی موجودہ وقت میں ہندوستان کے مقبول مسلم لیڈر ہیں۔ وہ ہر مشکل موقع پر مسلمانوں ہند کے ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں اور اپنی کوششوں کے ذریعہ ان کے مسئلے کو حل کر کے چھوڑتے ہیں۔ اللہ نے ان کو غیر معمولی صلاحیت و فعالیت عطا کی ہے۔ کبھی وہ غریب و مستحق افراد میں گروں کی چاہیاں تقسیم کرتے ہیں اور کبھی مولانا عبد القوی جیسے بے ضرر اور جیید ہندوستانی عالم اور بے قصور شخص کو اٹھایا کی جیل سے رہا کر رواتے ہیں۔ تو کسی وقت میں وہشت گردی اور فرقہ واریت کے خلاف عالمگیر سلح کی کانفرنس منعقد کر کے دنیاۓ کفر کو پیغام دیتے ہیں کہ مسلمان امن پسند اور بے ضرر قوم ہے۔ میرے خیال میں ان کی خدمات ان کی مقبولیت کا ذریعہ ہیں۔

۶.....شیخ عبدالرحمن السد لیں امام کعبہ

شیخ عبدالرحمن السد لیں ۱۹۶۰ء کو سعودیہ میں پیدا ہوئے، اس وقت وہ مکہ مکرمہ کے امام ہونے کے ساتھ ساتھ تمام ائمہ کے گران ہیں۔ وہ بڑی وسیع الظرف تحقیقت ہیں۔ وہ دوسرے مالک کے پر امن لوگوں کا بھی احترام کرتے ہیں۔ ان کو اللہ نے قرآن کریم کو بہت ہی خوبصورت انداز میں پڑھنے کا ملکہ عطا فرمایا ہے۔ میری رائے میں مسلم دنیا میں ان کے اثر انداز ہونے کی بھی بڑی وجہ ہے۔ ایک وقت تھا کہ عرب و جنم کی مساجد کے بہت سے ائمہ اپنی ترأت میں شیخ کے لجھ کی نقل کرتے تھے جس کا رواج اب بھی پایا جاتا ہے۔ جاری ہے!

رأس الاذکیاء

حضرت مولانا سید احمد حسن محدث امرودیؒ اور مرزا قادیانیؒ

مولانا منتظر شیم احمد فریدی امرودی

قط نمبر: ۹

حضرت مولانا سید احمد حسن محدث امرودیؒ (م ۱۳۳۰ھ) حضرت قاسم العلوم والمعارف کے ارشد خلائدہ میں سے تھے۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجرؒ اور حضرت ناؤتویؒ کے خلیفہ مجاز بھی تھے۔ تحریر و تقریر میں اپنے استاذ معظم سے بہت مشاہیر رکھتے تھے۔ اس نے ان کو تصویر قاسم کہا جاتا تھا۔ حضرت مولانا ناؤتویؒ ہی کے زمانے میں وہ کافی شہرت حاصل کر پچکے تھے۔ درسہ اسلامیہ خورجہ اور درسہ عبدالرب دہلی میں مند صدر ارت پر قائم رہے۔ ۱۲۹۶ھ میں وہ حضرت ناؤتویؒ کے ایماء سے درسہ شاہی مراد آباد کے سب سے پہلے صدر المدرسین ہوئے۔ ۱۳۰۳ھ میں درسہ شاہی سے مستقی ہو کر درسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امرودہ کی داشت تبلیل ڈالی۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ درسہ بام عروج پر پہنچ گیا اور ملک دہی و دن ملک سے جو حق در جو حق شہگان علوم اس دارالعلوم میں آتے رہے۔ حضرت محدث امرودیؒ کی شخصیت اور حضرت ناؤتویؒ کی نسبت کی وجہ سے یہ درسہ بھی دیوبند اور سہار پور کے مدارس سے کسی طرح کم نہ تھا۔ حضرت محدث امرودیؒ کے شاگرد رشید جو حضرت ناؤتویؒ اور حضرت گنگوہیؒ کے بھی شاگرد نیز حضرت حاجی صاحبؒ کے خلیفہ و مجاز یعنی مفسر قرآن حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن صدیقیؒ بیضاوی، حافظ عبدالغنی صاحب پھلاودیؒ اور دیگر پاکمال اساتذہ نے اس درسہ کو حضرت امرودیؒ کی رقاۃت میں چلایا۔ استاذ القراء حضرت قاری ضیاء الدین اللہ آبادی نے اس درسہ میں درس تجوید دیا اور سینہیں دورہ حدیث پڑھ کر سند فرانش حاصل کی۔ مولانا سید علی زینی، امرودی بابائے طب حکیم فرید احمد عباسی، مولانا محمد امین الدین مترجم فنسی جیسے سینکڑوں پاکمال حضرات نے جو اپنے اپنے علاقوں میں صاحب درس و فتویٰ ہوئے اور تعلیم و تبلیغ کا کام انجام دیا۔ اس پچھلہ فیض سے سیرابی حاصل کی۔

پروفیسر عبدالعزیز میمن نے بھی اس درسہ میں کچھ عرصہ تعلیم پائی ہے۔ معقول و محتقول کی اچھائی تعلیم اس درسگاہ میں ہوتی تھی۔ بیہاں کے قارئ شہگان کی ایک طویل فہرست ہے جس کو بیہاں درج کرنا مقصود نہیں۔

حضرت امرودیؒ نے اپنے استاذ حضرت قاسم العلوم والمعارف کی طرح ہر فتنہ کا مقابلہ کیا اور اپنی تحریر و تقریر سے باطل کو ابھرنے نہ دیا۔ باطل کی سرکوبی کرنا ان کا خاص نصب اٹھیں تھا۔ اس کام کو کہاں کہاں اور کس کس تدبیر سے انجام دیا اس کی تفصیل بھی مذکور نہیں۔ مجھے اس مقالہ میں صرف حضرت محدث امرودیؒ کی اس چدوجہ کو ذکر کرنا ہے جو انہوں نے مرزا قادیانیؒ کے مقابلہ میں کی۔ بدھتی سے امرودہ میں حکیم محمد احسن جو ایک اچھے خاندان کے فرد تھے۔ مرزا قادیانیؒ کے دام فریب میں آگئے اور قادیان سے ان کا وظیفہ مقرر ہو گیا۔ قادیانیؒ مذہب کے

واقعین پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ حکیم محمد احسن امرودی حضرت اسادیاں کے یہاں نعمۃ بالله شیخین کا مرجب رکھتے ہیں ان کو رضی اللہ عنہ لکھا جاتا ہے۔ مرزاقادیانی کی جھوٹی نبوت کا دار و مدار انہیں دونوں کی دجل آمیز حقیقت پر تھا۔ حکیم محمد احسن نے اپنے محلہ کے قریب رہنے والے چند اشخاص کو مرزاقادیانی کی طرف مائل کر دیا تھا۔ حضرت مولانا امرودیؒ اور ان کے ذی استھادا شاگردوں نے حکیم محمد احسن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور وہ اپنی ہاطل ویجا کو شش میں امید کے مطابق کامیاب نہ ہو سکے۔ ان لوگوں میں سے جو قادیانی کی طرف مائل ہو گئے تھے بعض لوگوں نے توبہ کر لی تھی۔ حضرت محمد امرودیؒ کو پڑا اگر تھا کہ ان کے وطن میں یہ فتنہ و باء کی طرح پھیلا جا رہا ہے۔ چنانچہ وہ اپنے ایک مکتب گرامی میں جو مولانا حافظ سید عبدالغنی صاحب پھلا دی کے نام ہے۔ اس فتنہ کا ذکر فرماتے ہیں:

بندہ صحیف احتراء من احمد حسن غفرلہ

خدمت برادر حکیم جامع کمالات عزیزم حافظ مولوی محمد عبدالغنی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد سلام مدعا نگار ہے کہ..... امرودہ میں اور خاص محلہ دربار (کلاں) میں ایک مرض و بائی مہملہ یہ بھیل رہا (ہے) کہ محمد احسن جو مرزاقادیانی کا خاص حواری ہے اس نے حکیم آں محمد کو جو مولانا نوتویؒ سے بیعت تھے مرزاقادیانی کا مرید ہنا چھوڑا اور سید بدر الحسن غوجس نے مدرسہ میں بھختا کارہ سے بھی کچھ پڑھا (ہے) مرزاقادیانی کی طرف مائل (کر دیا) ان دونوں کے گذانے سے محمد احسن کی بن پڑی۔ لن ترا نیاں کرنی شروع کیں۔ طلبہ کے مقابلہ سے یوں عقب گزاری (کی) احمد حسن میرے مقابلہ پر آؤے، میں جب مناظرہ پر آمادہ ہوا اور یہ پیغام دیا کہ حضرت! مرزا کو بلا یئے صرف راہ میرے ذمہ، (یا) مجھ کو لے چلنے میں خود اپنے صرف کا مخالف (ہوں گا) بسم اللہ آپ اور مرزادونوں مل کر مجھ سے مناظرہ کر لجئے یا میرے طلبہ سے مناظرہ کیجئے۔ ان کی مظلومی میری مظلومی، جب مناظرہ کا دھوٹی چھوڑ، مقابلہ کا ارادہ کیا۔ ہام خدا میں اس پر آمادہ ہوا اور بے تکلف کھلا بھیجا۔ بسم اللہ مرزا آؤے، مقابلہ، مناظرہ جو شق وہ اختیار کرے میں موجود ہوں۔ (میں نے) اس کے بعد جامع مسجد (امرودہ میں) ایک وعظ کہا اور اس پیغام کا بھی اعلان کر دیا اور مرزاقادیانی کے خیالات قاسدہ کا پورا رد کیا۔

مولانا سید بدر الحسن امرودیؒ کے خلافہ میں سے تھے۔ ان کی آمدورفت حکیم محمد احسن امرودیؒ کے پاس رہنے لگی اور ان کی باتیں سن کر حیاتِ سُعیٰ علیہ السلام میں ان کو فکر و تردید ہو گیا۔ بہت سے علماء نے ہر چند ان کو سمجھایا۔ بلکہ ان میں ہاطل کا اثر ہو گیا تھا۔ اس لئے کسی کی نہ سنت تھے اور الاما مناظرہ کرتے تھے۔ حضرت محمد امرودیؒ کو اس کی اطلاع ہو چکی تھی۔ ایک دن ان کو حضرت کے پاس لا یا گیا۔ وہ خود بخود آئے۔ حضرت نے ان کو دیکھ کر فرمایا: مولوی بدر الحسن! حقیقت میں تم ہمارے طبیب روحانی ہو۔ ہمیں فرور ہو چلا تھا کہ ہمارا شاگرد اور ہمارے پاس بیٹھنے والا ہاطل میں گرفتار نہیں ہو سکتا۔ اب معلوم ہوا کہ یہ بات غلط ہے تم نے ہمارا فرور توڑ دیا۔ نہ معلوم کہ کس چند بہ سے یہ الفاظ فرمائے تھے کہ مولوی بدر الحسن زار زار و نے لگے اور قدموں پر لوٹے لوٹے پھرے اور اپنے قاسد عقیدہ سے تو پہ کی۔ بھی بدر الحسن حضرت کے ساتھ بھیں مناظرہ را پور میں موجود تھے۔

کل بروز چھوڑ دوسرا وعظ ہوا جو بفضلہ تعالیٰ بہت پر زور تھا اور بہت زور کے ساتھ یہ پکار دیا کہ دیکھو مولوی فضل حق کا یہ اشتہار مطبوعہ (اور) میرا یہ اعلان مرزا قادیانی کو کوئی صاحب لوجہ اللہ غیرت دلا گئی۔ کب تک خلوت خانہ میں چوریاں پہنچنے لے گئے؟ میدان میں آؤ اور اللہ برتر کی تقدیرت کاملہ کا تمثیل ادا کیجھو کہ ابھی تک خدا کے کیسے بندے تم جیسے دجال امت کی سرکوبی کے واسطے موجود ہیں۔ اگر تم کو اور تمہارے خوارین کو غیرت ہے تو آؤ۔ درستہ پہنچنے ہفتوات سے باز آؤ۔ بفضلہ تعالیٰ ان دونوں عظموں کا اٹر شہر میں امید سے زیادہ پڑا اور دشمن مرجعوب ہوا۔ پہنچنے کوئی تو یہ ہے کہ نہ مبایہ ہونہ مناظرہ۔ مگر دعا سے ہر وقت یاد رکھنا مولا نا گنگوہی مدخلہ (اور) مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی نے بہت کلمات اطمینان تحریر فرمائے ہیں۔ ارادہ (ہے) دوچار وعظ اور کہوں۔

(۲۰) مطابق کی مرچ ۱۹۰۲ء از امردہ)

خود حضرت محدث امر وہی نے مرزا قادریانی کو براہ راست بھی ایک مکتب گرامی تحریر فرمایا جو قادیانیوں کی روئیداد مباحثہ را پور میں درج ہے۔ حضرت تحریر فرماتے ہیں: ”بِسْمِ اللّٰہِ آپ تحریف لائیے! میں آپ کا مقابلہ ہوں۔ آپ کوئی معمود نہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔ آپ اپنے کوئی معمود ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ میں ہمام خدا مستعد ہوں، خواہ مناظرہ کیجئے یا مقابلہ آپ اپنے اس دعویٰ کا احادیث صحیحہ سے ثبوت دیجئے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ اس دعوے کی قرآن و احادیث صحیح سے تردید کروں گا۔“ والسلام علی من اتبع الهدی!

رام خادم الطلبہ احترازمن احمد حسن غفرلہ، مدرس طرس عربیہ امر وہ! (ست ضروری میاحشر اچوری ص ۵۶)

لے حضرت محمد امر وحی کی ایک تحریر مجھے ملی ہے جو عربی زبان میں ہے اور جس کو میں رسالہ دار الحکوم دیج ہند باہت شعبان ۱۴۲۳ھ میں بسلسلہ سوانح حضرت محمد امر وحی شائع کراچکا ہوں اس کا ترجمہ ذیل میں قصیش کیا جاتا ہے: "اس میں کوئی شپنگ نہیں کر سکی اب ان مریم علیہما السلام کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمان کی طرف اٹھایا اور ان کو قل و صلیب سے پچالیا وہ قرب قیامت میں خروج دجال کے بعد جامع دمشق کے منارہ شرقی سے اتریں گے اور وہ دوز روز چادر و میں لپٹنے ہوں گے اور دو فرشتوں پر اپنے دونوں ہاتھوں رکھ کے ہوئے ہوں گے۔ ان کے سر سے پانی پکڑ رہا ہوگا۔ گویا وہ ابھی حسل کر کے قتل خانہ سے برآمد ہوئے ہیں۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے۔ تحریر کو قل کر دیں گے۔ جز یہ موقوف کر دیں گے۔ دجال اکبر ان کے ہاتھ سے قتل ہو گا۔ ان کے سانس سے کافر مرجاے گا۔ جہاں تک ان کی نظر جائے گی۔ ہاطل ختم ہو جائے گا۔ یہ باتیں حق ہیں اس میں ہاطل کو راہ نہیں۔ کتاب اللہ سے اور نبی صادق و مصدق و مصلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال سے سمجھی ٹابت ہے جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ کسی اب ان مریم و قات پا گئے اور وہ خود فتوحہ بالله! کسی موجود ہے۔ اس نے اللہ اور اس کے رسول سے بغاوت کی اور اس نے کتاب اللہ اور احادیث کی نصوص ظاہرہ سے اعراض کیا اور امر ٹابت کی ظاہریت کی۔ وہ "وَمَن يَشَاقِقُ الرَّسُولَ" کا مصدق ہے۔ یہ مرزائی جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ نزول میں علیہ السلام کے مکفر ہیں۔ عذریب اللہ تعالیٰ ان کے قول کو ہاطل کر دکھائے گا اور حق کی فتح ہو گی۔ اللہ تعالیٰ بہترین کار ساز ہے۔ اے مسلمانو! اور اے کتاب اللہ اور احادیث رسول میں کے شیدا بخوبی! تم اس کرہا اور گراہ کن شخص سے بچتے رہو اور اس کے میل جوں سے خت پر ہیز رکھو۔ اس لئے کہ یہ اس امت کا دجال ہے۔ حضور سرور کائنات میں کیا نہ ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تمیں جھوٹے دجال نہ آ جائیں۔ ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

ان تمام کوششوں کا ذکر مرزا نے سعادیان کے سامنے بھی ان کی جماعت کی طرف سے بذریعہ خط یا برداشت کیا جاتا ہوگا۔ مرزا کو جہاں دیگر علماء حق سے عناوین حضرت امر وہی سے بھی دلی بخش ہو گیا اور ایک رسالہ واضح البلاء لکھا جس میں ایک بڑی بھی چوڑی تمہید کے بعد حضرت امر وہی کو حاطب کیا ہے۔ حاطب میں جو الفاظ استعمال کئے ہیں۔ ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کو حضرتؐ کی ذات سے اپنے لئے بڑا خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔ واضح البلاء سے مرزا قادیانی کی تحریر کے چند جملے یہاں پیش کئے جاتے ہیں۔

”مولوی احمد حسن صاحب امر وہی کو ہمارے مقابلہ کے لئے خوب موقع مل گیا ہے۔ ہم نے سنائے کہ وہ بھی دوسرے مولویوں کی طرح اپنے شرکانہ عقیدہ کی حمایت میں ہا کہ کسی طرح حضرتؐ سعیں ان مریم کو موت سے بچا لیں اور دوبارہ اتنا کر خاتم الانبیاء ہوادیں۔ بڑی جائ�ی سے کوشش کر رہے ہیں..... اگر مولوی احمد حسن صاحب کی طرح پازنیں آتے تو اب وقت آگیا ہے کہ آسمانی فیصلہ سے ان کو پڑھ لگ جائے۔ یعنی اگر وہ درحقیقت مجھے جھوٹا سمجھتے ہیں اور میرے الہامات کو انسان کا افتراء خیال کرتے ہیں نہ خدا کا کلام۔ تو کہل طریق یہ ہے کہ جس طرح میں نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر ”انہ اوی القریۃ لولا الاکرام لھلک العقام وانہ اوی الامر وہ“ کو کہل طریق یہ ہے کہ میں مونوں کی دعا تو خداستا ہے۔ وہ شخص کیما موسمن ہے کہ ایسے شخص کی دعا اس کے مقابلہ میں سنبھال جاتی ہے۔ جس کا نام اس نے دجال اور بے ایمان اور مفتری رکھا ہے۔ مگر اس کی اپنی دعا نہیں سنبھال سکتی جاتیں۔ پس جس حالت میں میری دعا قبول کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ میں قادیانی کو اس جائی سے مخنوظار کھوں گا خصوصاً اسکی جائی سے کہ لوگ کتوں کی طرح طاعون کی وجہ سے مریں یہاں تک کہ بھاگنے اور منتشر ہونے کی نوبت آؤے۔ اسی طرح مولوی احمد حسن صاحب کو چاہئے کہ اپنے خدا سے جس طرح ہو سکے امر وہہ کی نسبت دعا قبول کرائیں کہ وہ طاعون سے پاک رہے گا اور اب تک یہ دعا قریب قیاس بھی ہے۔ کیونکہ ابھی تک امر وہہ طاعون سے دسوکوں کے قابلہ پر ہے۔ لیکن قادیانی سے طاعون چاروں طرف سے بنا صلہ دو کوں آگ لگا رہی ہے۔ یہ ایک ایسا صاف مقابلہ ہے کہ اس میں لوگوں کی بھلاکی بھی ہے اور نیز صدق اور کذب کی شناخت بھی۔ کیونکہ اگر مولوی احمد حسن صاحب لخت باری کا مقابلہ کر کے دنیا سے گزر گئے تو اس سے امر وہہ کو کیا قائد ہو گا۔ لیکن اگر انہوں نے اپنے فرضی سعی کی خاطر دعا قبول کر کے خدا سے یہ بات منوالی کہ امر وہہ میں طاعون نہیں پڑے گی تو اسی صورت میں نہ صرف ان کو فتح ہو گی بلکہ تمام امر وہہ پر ان کا ایسا احسان ہو گا کہ لوگ اس کا شکر نہیں کر سکیں گے اور مناسب ہے کہ ایسے مقابلہ کا مضمون اس اشتہار کے شائع ہونے سے پندرہ دن تک بذریعہ چھپے ہوئے اشتہار کے دنیا میں شائع کروے۔ جس کا یہ مضمون ہو کہ میں یہ اشتہار مرزا غلام احمد کے مقابلہ پر شائع کرتا ہوں۔ جنہوں نے سعی معمود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میں جو موسمن ہوں دعا قبولیت پر بھروسہ کر کے یا الہام پا کر یا خواب دیکھ کر یہ اشتہار دیجاتا ہوں۔ کہ امر وہہ ضرور بالضرور طاعون کی دست بردار سے محفوظ رہے گا۔ لیکن قادیانی میں جائی پڑے گی۔ کیونکہ مفتری کے رہنے کی جگہ ہے۔

اس اشتہار سے غالب آئندہ جاڑے تک فیصلہ ہو جائے گا۔ دوسرے تیرے جاڑے تک..... اول یہ کارروائی (طاعون) پنجاب میں شروع ہوئی۔ لیکن امر وہہ بھی سعی معمود کی محیط ہوت سے دور نہیں۔ اس لئے اس سعی

کا کافر کش دم ضرور امر وہ تک بھی پہنچے گا۔ یہی ہماری طرف سے دعویٰ ہے۔ مولوی احمد حسن اس اشتہار کے شائع ہونے کے بعد جس کو وہ حُم کے ساتھ شائع کرے گا امر وہ کو طاغون سے بچا سکا اور کم سے کم تین جاڑے امن سے گذر گئے تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں پہنچا اس سے بڑھ کر اور کیا فیصلہ ہو گا اور میں بھی خدا تعالیٰ کی حُم کھا کر کہتا ہوں کہ میں سچ مسحود ہوں اور وہی ہوں جس کا نبیوں نے وعدہ دیا ہے اور میری نسبت اور میرے زمانے کی نسبت توریت اور انجلیل اور قرآن شریف میں خبر موجود ہے کہ اس وقت آسان پر خسوف و کسوف ہو گا اور زمین پر طاغون پڑے گی اور میر ایسی نشان ہے کہ ہر ایک مخالف خواہ دہ امر وہ میں رہتا ہو اور خواہ امر تسری میں اور خواہ دہلی میں اور خواہ کلکتہ میں اور خواہ لاہور میں اور خواہ گواڑہ میں اور خواہ ہلالہ میں اگر وہ حُم کھا کر کہے گا کہ اس کا قلاں مقام طاغون سے پاک رہے گا تو ضرور وہ مقام طاغون میں گرفتار ہو جائے گا۔ کیونکہ اس نے خدائے تعالیٰ کے مقابل پر گستاخی کی اور یہ امر کچھ مولوی احمد حسن صاحب تک محدود نہیں بلکہ اب تو آسان سے عام مقابلہ کا قت آگیا اور جس قدر لوگ مجھے جھوٹا سمجھتے ہیں جیسے شیخ محمد حسین ہلالی جو مولوی جو شہر علی شاہ گواڑویؒ جس نے بہتوں کو خدا کی راہ سے روکا ہوا ہے اور عبدالجبار اور عبدالحق اور عبدالاحد غزنوی جو مولوی عبداللہ کی جماعت میں سے ملہم کھلاتے ہیں اور مشی المیں خوش صاحب اکاڈمک جنہوں نے میرے مخالف الہام کا دھوپی کر کے مولوی عبداللہ صاحب کو سید ہنا دیا ہے اور اس قدر صریح جھوٹ سے نظرت نہیں کی اور ایسا ہی نذر حسین دہلوی جو ظالم طبع اور بخیر کا بانی ہے ان سب کو چاہئے کہ ایسے موقع پر اپنے الہاموں اور اپنے ایمان کی عزت رکھ لیں اور اپنے اپنے مقام کی نسبت اشتہار دے دیں کہ وہ طاغون سے بچایا جائے گا۔ اس میں حقوق کی سراسر بھلائی اور گورنمنٹ کی خیر خواہی ہے اور ان لوگوں کی عقلمت ثابت ہو گی اور وہی سمجھے جائیں گے۔ ورنہ وہ اپنے کاذب اور مفتری ہونے پر مہر لگادیں گے اور ہم غتریب اثناء اللہ اس بارے میں مفصل اشتہار شائع کریں گے۔ والسلام علی من اتبع الهدی!

(دالع البلاء م ۱۵، ۱۸، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸)

طاغون کی پیش گوئی کا انجام

قادیانی میں طاغون کا آتا، مولانا ثناء اللہ امر تسری نے مرزا قادیانی کی بہت سی پیش گوئیوں کا الٹا اثر دکھانے کے بعد اس پیش گوئی پر بھی اپنے رسالے "الہامات مرزا" میں بہت تفصیل سے لکھا ہے۔ میں اس موضوع پر ان کے کہے ہوئے مضمائن میں سے چند اقتباسات پیش کرتا ہوں۔ مولانا امر تسری فرماتے ہیں: "اس پیش گوئی پر تو مرزا قادیانی نے اپنی صداقت کا بہت کچھ مدار رکھا ہے۔ رسالہ دالع البلاء میں تو اس قدر زور ہے کہ تمام دنیا کے لوگوں کو لکارا جاتا ہے۔" کوئی ہے کہ وہ بھی ہماری طرح اپنے اپنے شہر کی بابت کہے۔ "انہ اوی القریۃ" یہاں (قادیان میں) طاغون کیوں نہیں آتا؟ بلکہ جو کوئی باہر کا آدمی قادیان میں آ جاتا ہے وہ بھی اچھا ہو جاتا ہے۔ مگر خدا کی شان کیا ہی کسی نے حق کہا ہے۔

جب کو دیکھو وہ کیا سر انھاتا ہے
مگر وہ بڑی شی ہے کہ فوراً ثوٹ جاتا ہے

چند روز تو مرزا قادیانی نے بہت کوشش کی کہ قادیان کے طاعون کا اکھارنا ہو۔ مگر بکری کی ماں کب تک خیر نہیں۔ آخر جب یہ امر ایسا حقیقت ہو گیا کہ مرزا قادیانی کو اپنی جان کے لालے پڑ گئے تو ایک اعلان جلی حروف میں جاری کیا جو درج ذیل ہے:

”اعلان چونکہ آج کل مرض طاعون ہر جگہ بہت زور پر ہے۔ اس لئے اگرچہ قادیان میں نبٹا آرام ہے۔ لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بر عایت اسہاب یہاں جمع ہونے سے پر بیز کیا جائے۔ اس لئے یہ قرین مصلحت ہوا کہ دسمبر کی تعطیلوں میں جیسا کہ پہلے اکثر احباب قادیان میں جمع ہو جایا کرتے تھے۔ اب کی دفعہ اس اجتماع کو بخاطر، مذکورہ بالاضرورت کے موقف رکھیں اور اپنی اپنی جگہ پر خدا سے دعا کرتے رہیں کہ وہ اس خطرناک احتلاء سے ان کو اور ان کے اہل و عیال کو بچاوے۔“
(اخبار الہدیہ قادیان موری ۱۹ دسمبر ۱۹۰۲ء)

اللہ اللہ! کیسی دبی زبان سے قادیان میں طاعون ہونے کا اقرار ہے۔ کس سوق بچار سے لکھا گیا ہے کہ نبٹا آرام ہے۔ جس سے دام افتادوں کو بالکل آرام ہی معلوم ہو گردانا اس ”نبٹا“ کے لفظ کی نسبت کو سمجھتے ہیں اور اس کی جائیگی کرنے کو سرکاری روپ میں پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ قادیان کے اخبار الہدیہ (جو مرزا قادیانی کا ڈائری نولیں ہے) کے نمبر اس ۲ پر لکھا ہے کہ: ”رائے پر تاپ سنگھے (جو قادیان میں لوگوں کو نیکدہ لگانے آئے تھے) کہا کہ میں مرزا قادیانی سے بھی کہتا مگر انہوں نے ڈھنگ ہاتا ہوا ہے۔ اس لئے میں سر دست ان کی خدمت میں کچھ نہیں کہتا۔ میں یہاں نہ آتا مگر چونکہ متواتر پورٹ بلٹنی رہی ہے کہ (یہاں) چوہڑوں میں طاعون ہے۔ اس لئے آتا پڑا۔“

یہ سن کر جتاب مرزا قادیانی کس ناز و ادا سے بعد تسلیم وجود طاعون دبی زبان سے تاویل فرماتے ہیں: ”انہ اوی القریۃ“ میں قریۃ کا لفظ ہے قادیان کا نام نہیں اور قریۃ قبراء سے لکھا ہے جس کے معنی جمع ہونے اور اسکے پیشہ کر کھانے کے ہیں۔ وہ لوگ جو آپس میں موافک رکھتے ہیں اس میں ہندو اور چوہڑے داخل نہیں۔
(اخبار ندویہ ۱۳ مارکٹ ۱۹۰۲ء)

حالانکہ (دلف البلاء م ۱۰، خزانہ آن ج ۱۸ ص ۲۲۰) پر لکھتے ہیں: ”خدا نے سبقت کر کے قادیان کا نام لے دیا ہے، اب یہاں صاف ہی الٹاکار ہے۔ خدا کی شان کرا بھی کل ہی کا ذکر ہے کہ یوں لکھا جاتا تھا اور سورہ پیغمبر اجاتا تھا کہ (تیری بات جو اس دھی (تعلق طاعون) سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہر حال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گا گوستہ رس تک رہے) قادیان کو اس کی خوفناک جاذی سے حفاظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ (ہے) اور یہ تمام امتوں کے لئے نیستان ہے۔“
(دلف البلاء م ۱۰، خزانہ آن ج ۱۸ ص ۲۲۰)

مولانا امر تری اس عبارت کو درج کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”مگر آج یہ بات کھلی کہ قادیان کا نام ہی نہیں قادیان کے رہنے والوں سے ہم نے گوش خود سنائے اگر مرزا قادیانی یہ نہیں گوئی نہ کرتا تو قادیان میں کبھی طاعون نہ آتا۔ جب سے اس نے چیز گوئی کی ہے ہم نے اسی روز سے سمجھا تھا کہ ہماری خیر نہیں۔ خدا اس کی مکنیب کرنے کو قادیان میں ضروری طاعون بیسیجے گا۔ سو ایسا ہی ہوا۔“

۱۶ اپریل ۱۹۰۲ء کے اخبار الہدیہ قادیان میں مندرجہ ذیل ایک نوث ایٹھیرکی طرف سے لکھا تھا۔ (وہ یہ ہے)

”قادیان، آریہ سماج کے دوسرے سالانہ جلسہ پر جو کہ ۲۳، ۲۴ اپریل کو ہوا۔ سنگیا ہے کہ یونیورسٹی پال صاحب نے پڑے دعوے سے یہ پیش گوئی کی تھی کہ ہم بذریعہ ہوں کے قادیان کو (طاہون سے) پاک و صاف کریں گے۔ سو جلسہ کا فتح ہوتا تھا کہ یونیورسٹی پال تو کیا صاف کرتے خود طاہون نے مخالفی شروع کر دی۔“

اخبار اہل حدیث امرتسر مورخ ۲۷ ربیعہ ۱۹۰۳ء کے پرچہ میں معتبر شہادت کے حوالہ سے بتایا گیا ہے کہ مارچ اپریل ۱۹۰۳ء کے دو مہینوں میں ۳۱۲ آدمی قادیان میں طاہون سے مرے ہیں۔ حالانکہ کل آبادی ۲۸۰۰ کی ہے۔ سب لوگ ادھر ادھر بھاگ گئے۔ تمام قصبه ویران سنان نظر آتا ہے۔

مولانا شاہ اللہ امرتسری مرزاقلام احمد قادیانی کی مندرجہ ذیل عبارت (حقیقت الوعی ص ۸۲، غزاں ج ۲۲ ص ۸۷) سے نقل فرماتے ہیں: ”طاہون کے دونوں میں جب کہ قادیان میں طاہون زور پر تھامیر الٹکا شریف احمد بخار ہوا۔“ (ما خواز الہامات مرزاعتفہ مولانا شاہ اللہ امرتسری) چاری ہے!

دو فتح

مجھوں شانی: قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری کے خلیفہ مجاز اور امام الحصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری کے شاگرد رشید حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب ”المروف“ حضرت گیارہ والے کبھی کبھار اپنے ذاتی استعمال کے لئے ایک نسخہ بناتے تھے۔ جس کا نام ”مجھوں شانی“ تھا۔ اعصاب اور اعضا کے لئے مقوی ہے۔ اسے رو ساء اپنے استعمال میں لاتے تھے۔ اس سے جسمانی کمزوری کو بے حد فائدہ پہنچتا ہے اور یہ کہ اس سے نظام ہضم بھی صحیح رہتا ہے۔ دل و دماغ کی تقویت کے علاوہ چہرے کو بھی نکھار بخٹھا ہے۔ نیا صالح خون پیدا کرتا ہے۔

۱.....	مربہ سیب	۲.....	مربہ آملہ
۳.....	مربہ ہرڑ	۵.....	گل قند
	جمد اجز انصاف کلو	۷.....	طہاشیر ۳ تولہ
۸.....	الاچھی خورد تین تولہ	۹.....	ورق چاندی ۱۰۰ عدد

تمام مربہ جات سے سختیلی اور ریشه صاف کر کے سب کو خوب میں کرکس کریں۔ طہاشیر اور الاچھی کا پا ہوا سٹوف اور ورق چاندی سب کو طاکر خوب کس کریں اور صبح و شام ایک ڈیڑھ چینی منہ نہار کھائیں۔

مقوی اعصاب: موصیٰ سفیدہ تولہ۔ ہال کھانہ ۵ تولہ۔ چینی ۵ تولہ۔ ٹغلب مصری ۵ تولہ۔ الاچھی خورد ۵ تولہ۔ پانچوں اشیاء کا علیحدہ علیحدہ سٹوف بنا کر ان کو خوب کس کریں۔ نہار منہ چھ ماش سٹوف آدھا کلو دو دوہ سے استعمال میں لا کیں۔ انشاء اللہ العزیز اعصاب کی تقویت کے لئے اکسیر پائیں گے۔ یہ نسخہ بھی حضرت گیارہ والے استعمال میں لا یا کرتے تھے۔ یہ دونوں نسخے مولانا محمد احمد سمندری والوں نے جو حضرت مرحوم کے خادم خاص تھے۔ عنایت فرمائے تھے۔ (فرمودہ حضرت مولانا عبدالعزیز)

جامع مسجد ختم نبوت جاپہ کی تعمیر نو اہل خیر سے اپیل

قاضی محمد یعقوب

قیام پاکستان کے بعد جھوٹے قادیانی خلیفہ مرزا محمد نے قادیانیوں کے لئے پہلا کفریہ مرکز چنان بھر (ریوہ) بنانے کے بعد ضلع خوشاب کے مقام موضع جاپہ کے نزدیک تلہ نام پر ایک دوسرا کفریہ مرکز بنانے کا پروگرام بنایا اور وہاں پر موسم گرامیں اپنی رہائش کے لئے سب سے پہلے اپنا ایک بھلہ تعمیر کروایا۔ جب یہ خبر احرار رہنمایاں رفت غلام ربانی آف تلہ گنگ کو ہوئی تو انہوں نے بذریعہ محظا اس کی اطاعت امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری گودی۔ حضرت شاہ محتی نے فوراً ساری صور تحال کا مکمل جائزہ لینے کے لئے مجلس تحظیت ختم نبوت کا ایک تین رکنی وفد بھیج دیا اور وفد کی چیز کردہ رپورٹ کی روشنی میں ہر سال دوروزہ "تحظیت ختم نبوت کا نفرنس جاپہ" کرانے کا فیصلہ ہوا۔ (اس روایت کا مأخذ جاتب میاں صاحب گی ذاتی قمی ذا ارٹی ہے۔ جوان کے بھائی ڈاکٹر محمد عمر قاروق ڈپٹی جزل سیکرٹری مجلس احرار اسلام پاکستان کے پاس موجود ہے۔)

علاقوں پر حضرت مولانا فضل احمد، خطیب جامع مسجد عید گاہ تلہ گنگ اور حضرت قاضی غلام رضا آف ٹی ناڑی مذکورہ کا نفرنس کے مستقل سرپرست و مکران مقرر ہوئے۔ پھر ہر سال باقاعدگی سے یہ دوروزہ کا نفرنس منعقد ہونا شروع ہو گئی۔ ایک سال اکابر جماعت کی کچھ مصروفیات کی بنا پر یہ کا نفرنس اپنے مقررہ وقت پر منعقد نہ ہو سکی۔ ۱۹۸۲ء میں بعض مجبوریوں کی بنا پر ایک میل دور ضلع ایک کی حدود میں نئی جگہ کا نفرنس منعقد کی گئی۔

کا نفرنس سے چند روز قبل ایک نیک وصالح اور شب بیدار بزرگ حاجی ابراہیم آف مکوال نے خواب دیکھا کہ خود حاجی صاحب اور مولانا فضل احمد صاحب مع دیگر احباب کا نفرنس میں شرکت کے لئے اس نئی جگہ میں آئے۔ جب یہ پہنچے تو دیکھا کہ اس میدان میں آنحضرت ﷺ بھی تشریف رکھتے ہیں اور فرمائے ہیں:

"دیر ہو رہی ہے۔ جلسہ جلدی شروع کرو۔ محمد علی چالندھری گوکوک جلنے میں دیر نہ کیا کرے۔" (تذکرہ

مجاہدین ختم نبوت اور قادیانیوں کے عہدات اگلیز و اقطا از: حضرت مولانا اللہ وسایا)

حاجی ابراہیم صاحب صحیح بیدار ہوتے ہی مسجد عید گاہ تلہ گنگ تشریف لائے اور حضرت مولانا فضل احمد صاحب کو اپنا یہ خواب سنایا۔ اگلے دن حضرت مولانا فضل احمد نے جماعت کے اکابرین کو خواب سے آگاہ کرنے کے لئے اپنا خاص آدمی بذریعہ بس ملان دفتر روانہ کر دیا۔ دفتر ملان میں ایک وقت میں اکابرین جماعت نے جب یہ خواب سنات تو تمام پروگرام منسوخ کر کے مذکورہ کا نفرنس کو منعقد کرانے کی تاریخ اور پروگرام مرجب کر کے اسی وقت اشتہار چھپوائے۔ یوں یہ کا نفرنس نہایت ترک و احتشام سے بمقام جاپہ منعقد ہوئی۔ کئی سال تک یہ کا نفرنس برلب سڑک جانب شرق محلی جگہ پر منعقد ہوتی رہی۔ ہر سال اکابر احرار و عالمی مجلس تحظیت ختم نبوت کی حسب پروگرام تشریف آوری ہوتی رہی۔ بعد ازاں اللہ کریم کی مد سے ایک مقامی مسلمان نے برلب سڑک، جانب شمال دونال کا اپنا ایک حصی

پلاٹ بلا معاوضہ وقف کر دیا۔ جس پر مجلس تحفظ قائم نبوت پاکستان نے مسجد قائم نبوت اور مدرسہ بنانے کا پروگرام بنایا۔ ۲۶
۱۹۷۸ء میں ۱۹ اریاضی ۱۳۹۸ھ کو حضرت مولانا خواجہ خواجہ گان خواجہ خان مجدد شاہ علی شاہ رضوی کی سرپرستی میں مسجد مکمل کر دیا۔ اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ پھر مقامی مسلمانوں کے تعاون اور جاتی ملک کرم بخش اعوان آف پیڈھ ارکی بھرپور مالی مدد سے بہت جلد مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی۔ جماعت کی طرف سے حافظ محمد حیات آف انگل کو مسجد کا امام اور مدرس مقرر کیا گیا۔

اب آخر میں تحفظ نبوت کے تمام پروانوں سے پر زور اکمل کی جاتی ہے کہ وہ اس باہر کت مسجد کی تعمیر میں خود بھی بڑھ چکر حصہ لیں اور اپنے دوست احباب اور رشتہ داروں سے بھی زیادہ سے زیادہ عطیات و مصروف کر کے اس کا رخیر میں حصہ ڈالیں۔ بروز آخرت عقیدہ تحفظ نبوت کے تمام خوش نصیب امل ایمان معاونین کو بنفلل باری تعالیٰ سر کار جیب خدا، رحمت دو عالم ﷺ کی فتحاًعٰت و زیارت نصیب ہوگی۔

رایط: ملک خالد مسعود ایڈ ووکٹ سل نمبر 0333-5143551

ڈائیٹ ہوتا ہے اور خرچ ۱۵۰۰/- رپے

للمزيد (الى هنا) الكاذب و مجهود (كثيراً ما يتحقق) لمن

۱۰۷

— عمدت بیانی کی تمام مدد و مخواز کر کر پہاڑکے سکتا ہے کہ۔

- نوجہ ہر زبان کی ایک یونیورسٹی، اس انتہا ادا کیا رہ جاتا ہے میری بیان گھنٹا کو بزم مرگ سے نادھرتا ہے۔

لەنگەزەن

دواست جوہر ز تھون

تامہنات ناقہ دش و ماء کے یوں اکروہ جیں میں چڑھوں کا ذکر اٹھتی تھی نے خود اپنے مدرس کاہ میں فرمائیا تھا میرن ان پیوں کے ہاتھ اپنکا ہم اُنیں مکونو ہو گئے تھے میں جان کا رکب اگر تھا بے قرآن ایک اسی ایسا ہے حرم بنا گئی اس کا حرم بندوق کا حرم بے میریا کی اولاد اس کا لے شرکی ہم سے ان کو بخوبی اجاز میں یوں فرمایا ہے ”قرآن ایک اسی زمان کا اللہ اس کے ساتھ چور جدید اے۔

- جو ہر روز: جو دن کا وہ کردار ہے جسکے لئے تم کرتا ہے۔
 - جو ہر روز: پھر کی کمزوری جو دن پر سوچ دوڑتی ہے۔
 - جو ہر روز: کٹھیا امیر وال کا دن کمزوری کمزوری قسم کرتا ہے۔
 - جو ہر روز: تما جسمانی درد کو ختم کر کے بچ کا لبڑا کو نہایت تسلیت۔

جہر زندگی

0308-7575888

شعبی طب نبی دارالخدمت 0345-2366562 بذریاں تکلیف کیلئے 24 گھنٹے ہر روز

1950.12.15

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنحضرتی ہے..... ادارہ

ماہنامہ الشریعۃ افادات امام اہل سنت نمبر: مدیر اعلیٰ مولانا زاہد الرشیدی: صفحات: ۸۲۰

قیمت: ۲۵۰: ملنے کا پڑھ: مکتبہ امام اہل سنت، جامع مسجد شیرازوالہ باغ گوجرانوالہ

امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صندر گانم اور کام کی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ پر یک وقت ایک کہنہ مشق درس، بلند پایہ مصنف، صاحب طرز ادیب اور بہترین خطیب تھے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدینی نے آپ کو دارالعلوم دیوبند قیام کے دوران صندر کا لقب عطا فرمایا تھا۔ جو بعد میں حرف بحرف آپ پر صحیح ثابت ہوا۔ آپ نے پوری زندگی جدید قتوں کا تعاقب کیا۔ علمی و عقلی انداز میں ان کا رد کیا اور حق کی اشاعت و ترویج کا فریضہ خوب خوب نبھایا۔ جس بھی فتنے کا آپ نے تعاقب کیا۔ اس کو گھر تک پہنچا کر دم لیا۔ مگر باس ہمہ آپ نے ہمیشہ حنانت و سنجیدگی اور قوت استدلال سے بات کی۔ کثر سے کثر ہائیک بھی آپ کی حدادات و صداقت اور اعتماد کا قال اور آپ کے زور استدلال کا محترف تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تصانیف کو سند و جدت کا درجہ حاصل ہے۔

زیر نظر کتاب آپ کی افادات پر مشتمل ماہنامہ الشریعۃ کی خصوصی اشاعت ہے۔ جس میں آپ کی گراف انقدر تصانیف میں بکھرے اصول حدیث، اصول جرج و تعدل، کتب حدیث کی انواع، فن حدیث کے اصطلاحات اور حدیث سے متعلق دیگر اہم مباحث کو مرتب و مدون کر کے جمع کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی آپ کی علمی و اصلاحی نگارشات، مختلف شخصیات پر آپ کے سوانحی مقدمائیں، قتاوی جات، کتابوں پر لکھے گئے آپ کی تقاریب و مقدمات، منتخب افادات، خطبات و تقاریر اور مکاتیب بھی ذکر ہیں۔ کل آٹھاباب ہیں۔ پہلا باب اصول حدیث کے اصول و مبادی پر مشتمل ہے۔ اس میں اصول حدیث کے متعلق حضرت امام اہل سنت کے خامہ کر شے ایسے احسن انداز اور حسن ترتیب کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں کہ اعلیٰ ذوق کی داد دینی پڑتی ہے۔ کتاب کی وقت کے حوالے سے اتنا تبصرہ کافی ہے کہ امام اہل سنت کے اس میں علوم جمع کئے گئے ہیں۔ جتاب مزار خان ناصر اور شبیر احمد میوانی صاحب نے ترتیب، تدوین اور تطبیق کی خدمات انجام دی ہیں۔ جس پر وہ تحریک و تہذیب کے سختی ہیں۔ کتاب کی ضخامت اور حسن طباعت کے پیش نظر قیمت نہایت کم ہے۔ امید ہے کہ اہل علم اور اہل ذوق حضرات اس مجموعہ کی قدر دانی کریں گے۔

کلید قرآن، مصنف: مولانا محمد عبدالعزیز شجاع آبادی، صفحات: ۵۰۳، قیمت: درج نہیں، ملنے کا پڑھ:

ادارۃ العزیز جامعہ عزیز الحلوم شجاع آبادی

زیر نگاہ کتاب مفسر قرآن مولانا عبد العزیز شجاع آبادی کی تصنیف ہے۔ جو ان کے پر محترم مولانا احمد ادالۃ العزیز نتی ترتیب اور ترجمہ کے ساتھ منصہ شہود پر لائے ہیں۔ حضرت مولانا عبد العزیز درس قرآن کے حوالے

سے بڑی شہرت کے حامل تھے۔ ووروراز کے لوگ سفر کر کے آپ کے حلقة درس قرآن میں بیٹھ کر قلب و نظر کی پیاس بجھاتے تھے۔ بدعاں اور خلاف شریعت امور سے آپ حد درجہ تکفراً اور توحید کے شیدائی تھے۔ آپ کا یہ رنگ آپ کے درس قرآن میں نمایاں نظر آتا تھا۔ عقائد کی درستگی، رسوم و رواج اور خرافات و بزرگیات سے بچتے کا تذکرہ و تاکید آپ کے ہر درس میں ہوتا۔ ایک ماہر درس اور واعظ ہونے کے ساتھ ساتھ آپ ایک خوش الحان اور فصیح اللسان خطیب بھی تھے۔ اللہ علم بھی دے اور پھر اس علم کو بیان کرنے کے لئے سلیقہ گفتگو بھی عطا ہو تو یہ سونے پر سہا گا ہے اور رونق پر رونق۔ مولانا کو اللہ نے یہ دونوں جیزیرے اور فرع عطا کی ہوئی تھیں۔ ”کلید قرآن“ مصنف نے اپنی زندگی میں تصنیف فرمائی تھی اور اسے چھاپنا چاہتے تھے مگر زندگی نے وقار نہیں دیا اور یہ اعزاز ازان کے فرزند نے حاصل کیا۔

کتاب ارش قرآن کی جغرافیائی حیثیت، مفہامیں قرآن، شخصیات قرآن کے واقعات، معاشرتی مسائل کا قرآنی حل، طبقات مفسرین، فن قرأت، توضیح عقائد، مسئلہ الوبیت، سیرت، تاویل و تفسیر کی وضاحت، صفات پاری تعالیٰ، مختلف قطایر کا تعارف، آداب تفسیر اور دیگر علمی و فقی مباحث پر مشتمل ہے۔ تمام مباحث اور موضوعات باحوالہ اور مدلل دیبرہن ہیں۔ کتاب کے آغاز میں مصنف کا مختصر سوانحی خاکہ ذکر کیا گیا ہے۔ گاہے گاہے موقع محل کے مناسب بامعنی اشعار بھی مذکور ہیں۔ ورق معیاری اور باہنسٹنگ مظبوط اور خوبصورت ہے۔ ہائل کی ڈیزائنگ اور رنگوں کا تناسب لا جواب ہے۔ تفسیر پڑھنے پڑھانے والے حضرات کے لئے نہایت بیش قیمت اضافہ ہے۔ یہ صرف مبالغہ آرائی نہیں آپ آزمائش کر سکتے ہیں۔

مواعظ رمضان المبارک: احادیث: حضرت مولانا کریم بخش مغلہ: جلد اول، بیانات رمضان المبارک صفحات: ۳۲۲: جلد دوم، دروس احادیث رمضان المبارک صفحات: ۳۲۸: جلد سوم: مسائل رمضان المبارک صفحات: ۳۲۰: تاشر: مکتبہ عمر بن خطاب نوٹمنان، ملتان!

حضرت مولانا کریم بخش صاحب مغلہ جامد عمر بن خطاب نوٹمنان کے بانی ہیں۔ تبلیغی جماعت کے معروف رہنماء، اخدر و دین ملک دعوت و تبلیغ کے کام میں جرے اور لگے ہوئے ہیں۔ اللہ پاک نے انہیں دیر اور دور کے لئے قبول فرمایا ہوا ہے۔ موصوف جہاں بیرون ملک دعوت و تبلیغ کے لئے سفر مانتے ہیں وہاں ان کے فوض و برکات سے اہل ملتان بھی مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ اللہ پاک ان کے علم و عمل اور اخلاص میں برکات نصیب فرمائے۔ مذکورہ کتاب میں ان کے مخطوطات کو جمع کیا گیا ہے۔ کمپلی جلد میں ان کے رمضان المبارک کے بیانات، استقبال رمضان، فھائل رمضان، روزوں کی فرضیت کا مقصود، روزوں کی غرض و غایت، تزکیہ و طہارت، اصلاح ظاہر و باطن، رمضان اور ظہور رحمت الہی، رمضان اور توبہ، رمضان اور نزول قرآن، رمضان اور شب قدر اور جمعۃ الوداع کے بیانات کا مجموعہ ہے۔ دوسری جلد میں نماز بھر کے رمضان المبارک سے متعلق احادیث کریمہ کا درس اور رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں معلکفین کی تعلیم و تربیت کے لئے نماز عصر کے بعد دروس کا مجموعہ ہے۔ تیسرا جلد میں روزہ کی حقیقت، لس فرضیت، مختصر فھائل و مسائل، اور معلکفین کے لئے منسون اعمال، زکوٰۃ، و صدقہ فطر کے مسائل و فہائل اور معرفت کا بیان ہے۔ عید الفطر کے فھائل و احکام اور شوال کے چھروزوں کے علاوہ بہت سارے عنوانات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

چونشیوں سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر کے شرکاء

مولانا غلام رسول دین پوری

کورس کے اختتام پر شرکاء کے تحریری و تقریری امتحانات ہوئے جس میں ذیل کے طلباء نے تمایاں پوزیشن حاصل کیں۔ تحریری امتحان میں پہلی پوزیشن چناب محمد عبداللہ بخاری بن جناب قدیر بخش فیصل آباد، دوسرا تقریری امتحان میں پہلی پوزیشن چناب محمد عاصم بن جناب گلزار احمد چنیوٹ نے حاصل کی۔ تقریری امتحان میں پہلی پوزیشن چناب الرحمن احسان اللہ بن جناب غلام محمد جنگ، دوسرا تقریری امتحان محمد آصف بن محمد حنفی قصور، تیسرا تقریری امتحان محمد عامر بن محمود خان قصور نے حاصل کی۔ کورس میں جن طلبہ کرام نے شرکت کی ان کی فہرست مندرجہ ذیل ہے:

اسائے گرامی شرکاء کورس

رکھر	شیعی الدین	عبدالروف	16
مردان	غالب خان	ابوالبکر	17
صوابی	سعید باچہ	عبدالعزیز باچہ	18
نواب شاہ	چاکر خان	علی مراد	19
خیر پور میرس	امان اللہ	نصراللہ	20
خیر پور میرس	عبدالستار	عبدالواحد سوکی	21
خیر پور میرس	حاجی محمد مہار	عبدالوہاب	22
خیر پور میرس	عبدالجید	محمد الجید	23
پشاور	سُنی جان	حیم اللہ	24
نواب شاہ	محمد احمد دنی	عطاء الرحمن	25
بہاول پور	سیف الرحمن	عطاء الحسن	26
کوہستان	محمد ذکریا	محمد طیب	27
صوابی	نور امیر	محمد حمازہ بصر	28
فیصل آباد	عبدالرشید	ہارون الرشید	29
صوابی	لوح مکتوظ	نصراللہ منصور	30

1	عبدالقدیر	غلام محمد	مخترکزادہ
2	سید امیر خان	اطلس خان	پنجیوٹ
3	عماو اللہ	محمد اسلام	چارسدہ
4	انوار اللہ	مولانا کبیر	صوابی
5	دانیال	گل امین	خیر پور میرس
6	عبدالعزیز	عبدالرشید شیخ	عبدالعزیز
7	آتاب احمد	مختار احمد	نواب شاہ
8	صدام حسین	خیر پور میرس	خان محمد
9	عبدالکریم	علی اواز	نصیر آباد
10	کلیل احمد	عبدالستار	لکھنی
11	بشار احمد	خیر پور میرس	مشیش الدین
12	محمد صدر	غلام حسین	سرگودھا
13	ظہور احمد	علی حسن	جل جسی
14	نجم الدین	نواب شاہ	علی شیر
15	شاما اللہ	محمد دین	نواب شاہ

مانسہرہ	خلیل الرحمن	محمد زاہد	57
ملان	آس محمد	محمد حمایان	58
جنگ	غلام محمد	احسان اللہ	59
جنگ	غلام فرید	غلام مصطفیٰ	60
مردان	عجیب خان	محمد سلطان	61
وزیرستان	زروی خان	محمود احمد	62
فیصل آباد	عبد الغنی	محمد قاروق	63
فیصل آباد	ولی محمد	محمد بلال احمد	64
غنجی خیل	تور محمد خان	غلام عجی الدین	65
مردان	ایوب خان	جبیل الرحمن	66
ٹوپر ٹیک سکھ	غلام رسول	یاسر محمود	67
ڈی جی خان	محمد نواز	اسد نواز	68
ڈی جی خان	دین محمد	محمد رمضان	69
ڈی جی خان	حاجی الشدادو	محمد ابو بکر صدیق	70
ڈی جی خان	حافظ غلام شیر	عرقان شیر	71
ڈی جی خان	اقبال حسین	محمد حمایان	72
ڈی جی خان	محمد جمل	محمد شر	73
ڈی جی خان	غلام حسین	محمد جاد	74
منظر گڑھ	رب نواز	محمد دین	75
ڈی جی خان	حافظ غلام فرید	محمد عبداللہ	76
مانسہرہ	عبدال معروف	صداقت علی	77
ہری پور	عبدالستار خان	رب نواز خان	78
ہری پور	محمد فتح	عبد الرحمن	79
بھکر	غزال دین	محمد وقار	80
گوجرانوالہ	عبدال رشید	محمد شعیب	81
شیخوپورہ	علی محمد	محمد حمایان غنی	82

جنگ	منصور حسین	محمد رحیس	31
جنگ	سردار محمد	محمد فرحان	32
چار سده	غلیل الرحمن	سیف اللہ	33
نوشہرہ	ارشد اللہ	اویس اللہ	34
نوشہرہ	شیر حان	محمد علی	35
نوشہرہ	فضل الہی	فضل مولا	36
فیصل آباد	مظہر اقبال	حافظ محمد وقار	37
کرم ایجنسی	محمد امین	محمد حسیم	38
جنگ	چودہری علی محمد	عطا راحم سعید	39
سرگودھا	منصب خان	احسان قادر	40
سرگودھا	محمد رمضان	محمد عرقان	41
حیدر آباد	نواب خان	محمد تقیر اللہ	42
رحمیار خان	محمد عبداللہ	شیعیب احمد	43
بہاول پور	عبدالستار	محمد سلطان	44
فیصل آباد	کبریخش	محمد عبداللہ	45
لاہور	مسعود الرحمن	مسباح الرحمن	46
منظر گڑھ	غلام رسول	عبدال رب	47
تصور	محمد صالح	شاہد صالح	48
ڈی جی خان	کھلیل احمد	محمد یوسف	49
راجن پور	عبد الرحمن	محمد ساجد	50
راجن پور	عزیز محمد	محمد کاشف	51
نوشہرہ	حسن الوہاب	محمد نعیان	52
لوہریاں	عبد الواحد	محمد نجل	53
لوہریاں	غلام فرید	محمد ساجد	54
بہاول پور	محمد نواز	محمد اعاز	55
گوجرانوالہ	مشیر احمد	محمد علی منیر	56

ڈی جی خان	عبد الرحمن	محمد نعمن	109
لودھر ان	نور احمد	محمد ریاض	110
بہاول پور	میاں اختر نواز	میاں عزیز اختر	111
بہاول پور	عبد القوم	محمد غفران	112
بہاول پور	محمد سلامان	محمد عمران	113
رجیم یار خان	محمد قمر اقبال	نفر عالم	114
لودھر ان	شیر احمد	محمد عاطف	115
بہاول پور	غلام حسین	محمد عباس	116
بہاول پور	عبد الحق	محمد عمران	117
ملان	غلام حسن	محمد معاویہ	118
بہاول پور	حافظ محمد جمال	محمد ویم جمال	119
بہاول پور	نیشن	سید احمد	120
بہاول پور	محمد عمر	محمد ابو بکر	121
بہاول پور	صلاح الدین	سید احمد	122
بہاول پور	منیر احمد	عبدالروف	123
بہاول پور	محمد بلال	محمد عدنان	124
رجیم یار خان	عبدالکریم	محمد سامدہ	125
بہاول پور	قادر بخش	محمد رمضان	126
بہاول پور	محمد حضور احمد	محمد شاہد محمود	127
بہاول پور	محمد محمود	محمد جنید	128
بہاول پور	حافظ محمد فرقان	محمد عرفان	129
لودھر ان	محمود گن	محمد نعمن محمود	130
بہاول پور	ستقبل احمد	محمد لقمان	131
بہاول پور	عبد الجید	محمد احمد	132
بہاول پور	عبد الجید	محمد نجیب	133
رجیم یار خان	حافظ منیر احمد	محمد ویم	134

ڈی جی خان	فلام فرید	محمد شاہ اللہ	83
ڈی جی خان	حبيب اللہ	محمد آصف	84
ڈی جی خان	غلام نبی	عصرت اللہ	85
	منظر گڑھ	شیر احمد	86
	منظر گڑھ	محمد عبدالکریم	87
	منظر گڑھ	شیر احمد	88
	منظر گڑھ	مختار احمد	89
	منظر گڑھ	طلح حاجی احمد	90
	منظر گڑھ	محمد اکمل	91
	منظر گڑھ	محمد علی	92
	منظر گڑھ	محمد اقبال	93
	منظر گڑھ	محمد عمران	94
	منظر گڑھ	محمد زمان	95
	نوپریک گنگے	حسین علی	96
	بہاول شاہ	محمد اسحاق	97
	بہاول پور	محمد اکرم	98
	بہاول پور	ممتاز احمد	99
	بہاول پور	محمد احمد	100
	بہاول پور	محمد محمد عرقان	101
	بہاول پور	عبد الجبل	102
	بہاول پور	عبد الجید احمد	103
	بہاول پور	سیف الرحمن	104
	بہاول پور	احمد بخش	105
	بہاول پور	محمد فاروق	106
	بہاول پور	محمد ساجد	107
	گلزار احمد	محمد ویم	108

جنت	عبد الرحمن	عبدالستان	161
ڈی آئی خان	محمد نواز	غلام فرید	162
جنت	قاسم علی	محمد رضوان	163
ڈی آئی خان	محمد نواز	محمد عرفان	164
ڈوب	عبدالوهاب	حس الرحمن	165
نوشہرہ فیروز	محمد رمضان	صادم حسین	166
نوشہرہ فیروز	حافظ محمد قاسم	محمد حنفی	167
نوشہرہ فیروز	رسنخ خان	عطاء الرحمن	168
اکٹ	شیخ شیرافضل	طارق محمود	169
بہاول پور	حافظ غلام فرید	محمد ابو بکر	170
حیدر آباد	محمد اکرم	محمد جہازیب	171
لیہ	محمد شعیب	محمد حنفی	172
پانچ	سید محمود حسین	سید اسماعیل محمود	173
چنیوٹ	قاری محمد طاہر	محمد اطہر	174
مانسہرہ	غلام قاسم	جیل احمد	175
چارسدہ	وزیر ڈودہ	محمد عرفان	176
ڈی ٹی خان	محمد جیل	راجیل معاویہ	177
چارسدہ	سکھی خان	ستان خان	178
چارسدہ	زر زر خان	احماد الحق	179
مردان	امان گل	حادا احمد	180
چارسدہ	ثیم الاسلام	نبیب الاسلام	181
چارسدہ	امان شاہ	شاہ فہد	182
چارسدہ	جادوی خان	حامد خان	183
چارسدہ	برنز علی	احمد علی	184
چارسدہ	فضل باتی	احماد جان	185
چارسدہ	فضل غنی	حقیق اللہ	186

پیشین	تاج الدین	زین اللہ	135
رحمیم یار خان	نسیر احمد	مصطفیٰ احمد	136
عبدالجبار	رحمیم یار خان	عبدالوهاب	137
عبدالحلاق	رحمیم یار خان	محمد رشیق	138
ظیل احمد	رحمیم یار خان	محمد معاویہ	139
نور احمد	رحمیم یار خان	محمد یوسف	140
مصطفیٰ احمد	رحمیم یار خان	مرحیمان	141
محمد حمامین	رحمیم یار خان	محمد وقار	142
حامی محمد ذکریا	رحمیم یار خان	محمد عبداللہ	143
فیصل آباد	علام مرتضی	علام مرتضی	144
بہبر	لیات علی	شرافت علی	145
لاہور	عبد الجید	محمد عرفان	146
چارسدہ	شیر علی سید	محمد زاکر شد	147
کریم بخش	محمد عامر سلطان	محمد حذیفہ خلی	148
گوجرانوالہ	مولانا عبدالستار	مولانا عبدالستار	149
گجرات	مشیر احمد	محمد سیمان	150
سیالکوٹ	محماڑ شاد	محمد فرش	151
گوجرانوالہ	محمد طیب	محمد اسد	152
شیخوپورہ	مولوی اللہ درم	عبد الرحمن	153
منظفرگڑہ	محمد رمضان	محمد عمران	154
فیصل آباد	محمد فضل	محمد ریحان	155
پاکتن	عبدالکبیر	محمد رضوان	156
ٹوپی کیک سکھ	عبدالقدوس	عبدالصدق	157
جنت	محمد صدیق	محمد فیض تبسم	158
جنت	محمد حسن جاوید	شیعیب حسن	159
جنت	شبیر احمد	محمد رمضان	160

خضدار	علی محمد	فیض الرحمن	213
کراچی	محمد ہاشم	محمد آصف	214
کراچی	محمد ہارون	عحایت اللہ	215
بٹ گرام	حکیم خان	محمد بشیر خان	216
چرال	شاه بڈا اگ	شاکر احمد	217
کراچی	احمداد خان	فداء محمد	218
کراچی	احمد اللہ	محمد امین عمر	219
قبال کوہاٹ	سید فرید	محمد عبید	220
کراچی	عبدالحليم	عبدالسلام	221
کراچی	ملک عبدالستار	اویس احمد	222
کراچی	محمد طیف	محمد وقار	223
کراچی	عبداللکھور	محمد ابو بکر	224
کراچی	قیوم نواز	چنیدی علی	225
تصور	مشتی محمد عظیم	محمد عدنان	226
خاندوال	محمد انور	محمد عدنان	227
لوہران	عبد الحق	محمد عدنان	228
بہاول پور	قاسم خان	محمد ارسلان	229
لوہران	محمد سعیم	محمد راشد	230
بہاول پور	حافظ محمد طیب	حافظ عبدالحید	231
بہاول پور	ارشاد الحق	محمد عبدالمنان	232
ریشم یار خان	غلام یاسین	محمد صدیق	233
بہاول پور	ظیلیل احمد	محمد عامر	234
لوہران	محمد عارف	محمد اخلاق	235
لوہران	محمد ذوالقدر	محمد نعیمان علی	236
ملان	تصور یعقوب	ذی ریاح	237
جھنگ	محمد طیف	احمداد خان	238

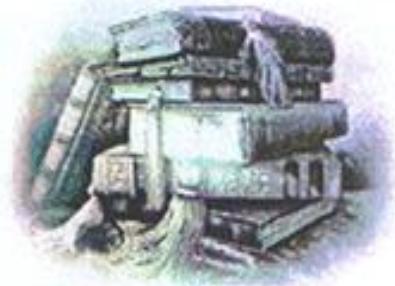
چار سدہ	شیرزادہ	نخار علی	187
چار سدہ	حبيب الرحمن	بشارت	188
مردان	شیر محمد	بیشیر محمد	189
چار سدہ	معرفت شاہ	سعید اللہ جان	190
مردان	کمل جان	داود شاہ	191
	تصور	محمد حمزہ	192
	تصور	محمد عاپد	193
	سکر	حاتم نور اللہ	194
بی	حق تواز	شاه زمان	195
بی	عبدالصمد	عبدالصمد	196
ماں کروہ	گوہر ایمان	خضریات	197
چرال	شرف خان	وقا احمد	198
کراچی	سید محمد قاسم	نور الدین زکی	199
چن	محمد امین	سید اللہ	200
کراچی	محمد افسر	محمد نعیمان	201
ماں کروہ	دوست محمد	محمد طاہر	202
کراچی	محمد قاضل قر	محمد مسلم	203
کراچی	محمد اسماعیل	محمد حسین	204
کراچی	حقیق الرحمن	محمد طیف	205
ریشم یار خان	محمد اسماعیل	محمد اسماعیل	206
ریشم یار خان	غلام حسین	اعجاز احمد	207
سلازو	محمد زمین	سعید الرحمن	208
کراچی	غلام محمد	مشہود احمد	209
کلی مروت	فضل الرحمن	ارشاد اللہ	210
خضدار	عبد القادر	عبدالودود	211
مردان	فضل سجاد	سحرگل	212

سائیوال	عبدالوحید	محمد کلیل	265
بیوں	سیدالله خان	عثمت اللہ	266
پشاور	مولانا زیر احمد	عمری راحم	267
چینیوٹ	سکندر حیات	حیدر عباس	268
چینیوٹ	محمد انور	محمد سلان	269
فیصل آباد	محمدوسلطان	خان محمود	270
قصور	محمد حنفی	محمد صفت	271
لاہور	منور حسین	محمد قیم شاہ	272
نیلم	محمد گزار	سجاد احمد	273
مظفر گڑھ	غلام رسول	عبدالرب	274
سکھوئی	محمد عارف	محمد ابوبکر	275
سکھوئی	عبدالوحید	عبدالوحید	276
سکھوئی	عبدال قادر	سرائج احمد	277
جنگ	بیشراحمد	محمد مصور بیشرا	278
پاچھڑی	بہادر خان	راز محمد	279
سید و درخان	سید و درخان	لیاقت علی	280
پشاور	غلام حسین	محمد رادعلی	281
سرگودھا	عبدالغفار	عبدالجبار	282
چینیوٹ	محمد باسل	محمد باسل	283
قصور	محمد عاصر	محمد عاصر	284
مظفر گڑھ	محمد اقبال	احمیر عباس	285
بہاول پور	محمد طیب	محمد عسیر طیب	286
ریشم پارخان	محمد عبداللہ	حق نواز	287
بہاول پور	عبدالرحان	محمد اسماعیل	288
چیچ و فیضی	مفتی فتحراقبال	محمد ظلیل فتحرا	289
			290

پشاور	بخت زادہ	در	239
پشاور	فیما والرحم	مطیع الرحمن	240
ڈی گی خان	عبداللطیف	محمد ارشاد	241
بہاول پور	حافظ محمد اسحاق	محمد صدیق	242
چارسدہ	غفران الرحمن	کاظم علی	243
اسلام آباد	محمد دلدار	محمد عاصم	244
بہاول پور	فیاض احمد	عمران فیاض	245
بہاول پور	محمد ایمن	عبدالباسط	246
بہاول پور	محمد ارشد	محمد بلاں ارشد	247
فکار پور	محمد راد	غلام اکبر	248
فکار پور	نور محمد	عبدالحمد	249
خانووال	محمد عسید الرحمن	محمد عسید	250
چینیوٹ	محمد اقبال	عبدالسلام	251
کراچی	عبدالسیع	عبد الرحمن	252
کراچی	مختار جان	محمد ظاہر	253
کراچی	محمد عابد	محمد عابد	254
خانووال	بیشراحمد	محمد شہزاد	255
ٹوبہ نیک سکھ	احشام الحق	جلیل احمد	256
ملتان	مولوی ناصر علی	خطاء اللہ ناصر	257
ڈی گی خان	فلام صدیق	زلل صدیق	258
ملتان	محمد اقبال	محمد احمد	259
خانووال	بیشراحمد	عبدالروف	260
بھکر	فلام پائیمن	اخلاق احمد	261
احمدمیل	مظفر گڑھ	عبد الرحمن	262
فیصل آباد	محمد صادق	محمد اولیس	263
شیخوپورہ	عبدالسلام	عبد الرحمن	264



حکیمِ عصرِ نعمت



بیادِ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالجید حسالیوی نور مرقدہ

عالی مجلس حفظ حتم بودی ملتان

قیمت: 350 روپے

ختم نبوت کا دفاع دین اسلام کا دفاع، شفاعت محمدی تحفظ ختم نبوت کے ساتھ وابستہ ہے۔ تمام مسلمان قادیانیت کا بھی بایکاٹ کریں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کا افطار پارٹی سے خطاب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یونیٹ شادی پورہ بندروڑ لاہور کے زیر اہتمام افطار پارٹی منعقد کی گئی۔ افطار پارٹی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میز ری اطلاعات سولانا عزیز ارشن ثانی، پیر میاں رسولان نس، سولانا عبدالشکور حقانی، قاری علیم الدین شاکر، قاری ظہور الحق، مولانا محمد قاسم گبر، مولانا عبدالحیم، میاں محمد فیض مولانا خالد محمود، مولانا سعید وقار، مولانا مقصود احمد، مولانا حافظ ظفر اللہ سندھی، قاری محمد عبدالسردار سمیت کئی علماء کرام اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے احباب نے شرکت کی۔ افطار پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عزیز الرحمن ثانی نے کہا کہ ہم عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے سب کچھ قربان کرنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت ایمان کا جزو لازم ہے۔ ختم نبوت کا دفاع دین اسلام کا دین اسلام کا دفاع ہے۔ مولانا عبدالشکور حقانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امت مسلمہ نے ناتو مسیلمہ کذاب کے مانے والوں کو اور نہ ہی مسیلمہ پنجاب کے مانے والوں کو برداشت کیا ہے۔ نقش قادیانیت کے مفادات کی حفاظت انگریز اور اس کے حواریوں سے وابستہ ہے۔ قادیانی گروہ کی تمام تروف اداریاں جعلی نبوت کی ترویج و اشاعت کے لئے وقف ہیں۔ انگریز کو ایسے خاردار خود کا شتہ پوڈے کی ضرورت تھی جس میں الجھ کر مسلمانوں کا دامن اتحاد تاریخ ہو جائے، اس لئے انگریزوں نے قادیانی گروہ کی خوب آبیاری کی۔ انہوں نے علماء کرام اور عوام الناس پر زور دیا کہ اپنے اکابرین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دیں اور اپنے قرب و جوار میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے جزل پیر میز مولانا قاری علیم الدین شاکر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ رمضان المبارک تربیت اور زینگ حاصل کرنے کا مہینہ ہے، روزہ صرف بوکھے اور پیاسے رہنے کا نام نہیں بلکہ رمضان المبارک ہمیں دوسروں کے لیے ایثار اور قربانی کا درس دیتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی مختلف انداز میں اپنی تبلیغ اور اپنی مصنوعات کی تشویہ کرنے میں مصروف ہیں، تمام مسلمان قادیانیت کا بھی بایکاٹ کرنے کے ساتھ ساتھ انگی مصنوعات کا بھی بایکاٹ کریں۔ انہوں نے کہا کہ پرنٹ اور الیکٹریک میڈیا قادیانیوں کی مصنوعات تشویہ نہ کرے کیونکہ یہ مکرین ختم نبوت کی مصنوعات ہیں۔

شائعین علوم نبویہ و تشنگان علوم کے لیے مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کا لوئی چناب نگر میں

اعلان داخلہ

اللہ کے فضل و کرم اور اکابرین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت و امت مسلمہ کی دعاوں کے
صدر ادارہ ہزاروز افزود ترقی کے مراحل طے کرتا جا رہا ہے ظاہری و باطنی خوبیوں سے بھی
آرائتہ و پیرائتہ ہو رہا ہے۔ جس کے تعمیری لحاظ سے دو حصے ہیں اور دونوں جاذب نظر اور دل
کش ہیں، ایک حصے میں شعبہ تحفیظ القرآن ہے اور دوسرے حصے میں شعبہ درس نظامی۔

شعبہ تحفیظ القرآن کی 6 کلاسیں ہیں اور شعبہ درس نظامی الحمد للہ درجہ ابتدائی سے درجہ
مشکوٰۃ تک ہے۔ شعبہ تحفیظ القرآن کا داخلہ 4 شوال المکرّم تا 10 شوال المکرّم 1435ھ ہوگا
اور 10 شوال المکرّم سے شعبہ تحفیظ القرآن کی تعلیم کا آغاز ہو جائے گا۔ جبکہ شعبہ درس نظامی کا
داخلہ 4 شوال المکرّم تا 15 شوال المکرّم 1436ھ ہوگا۔ درس نظامی کے ساتھ ساتھ عصری
تعلیم میزک تک دی جاتی ہے۔

ادارہ ہذا میں طلباء کے لیے ہر قسم کی سہولت (خورد و نوش، علاج و معالجہ، معقول و نظیفہ
اور رہائش وغیرہ) کا خاطر خواہ انتظام موجود ہے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت پر خصوصی توجہ دی
جاتی ہے۔

رابطہ کے لیے

مولانا عزیز الرحمن ثانی 0300-4304277 مولانا غالا رسول دین پوری 03006733670

زیراہتمام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان پاکستان